04

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

27 رجب تا 4 شعبان 1446ھ/ 28 جنوری تا 3 فروری 2025ء

اس شمارے میں

کیا اسرائیل معاہدے کی پاسداری کرے گا؟

اسلام آباد کانفرنس: اسلامی معاشرت پر ایک اور حملہ

نماز کی حقیقت، اہمیت اور......

غزہ جنگ بندی: توقعات اور خدشات

بھرم بلندی کا......

اخبارِ اسلام

جب آسمانی دین مذہب بن کر رہ جائے

جب کسی آسمانی دین پر وہ وقت آتا ہے کہ اس سے ''شریعت'' اور ''دستور'' کا معنی نکال دیا جائے اور وہ محض ایک مذہب بن کر رہ جائے تو پھر اس دین کے علماء وفقہاء ''زندگی اور معاشرے کے قائد'' نہیں بلکہ مذہبی شخصیات بن کر رہ جاتے ہیں! یہاں پوپوں اور پادریوں کا رنگ آنے لگتا ہے۔ لوگوں کو ''راہ دکھانے'' کی بجائے پار لگانے کے دھندے چل نکلتے ہیں اور یہ خدا اور بندوں کے بیچ واسطہ بننے لگتے ہیں۔ یہ جہان اُن کے ہاتھ سے نکلتا ہے...... تو یہ اگلے جہان کے مالک بن بیٹھتے ہیں! ان کے گرد ''تقدسات'' کا ایک ہالہ بُنتا چلا جاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں پر ان کے پہنچے ہوئے ہونے کی دھاک بٹھائی جاتی ہے۔ اور تب...... روئے زمین پر بدترین قسم کا ''روحانی طغیان'' شروع ہو جاتا ہے۔

سید محمد قطب شہیدؒ

سُورۃُ العَنکبُوت (29)

تمہیدی کلمات

سورۃ العنکبوت کے بارے میں تعیین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ 5 نبویؐ میں نازل ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب مکّہ میں مسلمانوں پر مشرکین کا ظلم وستم بہت بڑھ چکا تھا۔ جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو اگرچہ نوجوان اہلِ ایمان بھی اپنے اپنے خاندان والوں کے ہاتھوں کسی حد تک تشدد کا نشانہ بنے‘ لیکن غلاموں اور بے آسرا لوگوں پر تو گویا قیامت ہی ٹوٹ پڑی۔ چنانچہ حضرت بلال‘ حضرت ابوفکیہہ اور حضرت خباب بن الارت ؓ جیسے صحابہ کے ساتھ ان کے آقاؤں نے ظلم وستم کے ایسے ایسے طریقے آزمائے کہ ان کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غلاموں کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی اس خوفناک اور بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنے جو قریشی نہیں تھے اور کسی کے حلیف بن کر مکّہ میں رہ رہے تھے۔ حضرت یاسر ؓ کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔

حضرت خباب ؓ بن الارت فرماتے ہیں کہ جب صورتِ حال ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہوگئی تو ایک دن ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ اُس وقت خانہ کعبہ کی دیوار کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ لیے استراحت فرما رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: حضور! آپؐ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ مشرکین کے تشدد کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں اب ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہوگئی ہیں۔ حضرت خباب ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہماری یہ بات حضور ﷺ کو ناگوار گزری۔ آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! تم جلدی مچا رہے ہو‘ ابھی تم پر وہ حالات تو آئے ہی نہیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے تھے۔ اُنہیں آدھا زمین میں دبا کر آروں سے چیر ڈالا گیا‘ وہ زندہ آگ میں جلا دیئے گئے اور انہوں نے ایسے حالات پر صبر کیا۔ تمہیں بھی بہرحال صبر کرنا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ وقت ضرور آئے گا جب ایک سوار صنعا سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اُسے اللہ کے سوا کسی اور کا خوف نہیں ہوگا۔

یہ اس پس منظر کی ایک جھلک ہے جس میں اس سورت کا نزول ہوا۔ اس کی ابتدائی آیات میں حضرت خباب ؓ کے بیان کردہ مذکورہ واقعہ کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ ان آیات کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی انقلابی تحریک اپنے کارکنوں کی قربانیوں کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ جب بھی کسی معاشرے میں کوئی انقلابی تحریک اپنی جڑیں مضبوط کرتی دکھائی دیتی ہے تو پرانے نظام کے محافظوں کو اپنے مفادات خطرے میں پڑتے محسوس ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایسی کسی بھی تحریک کو دبانے اور ختم کرنے کے لیے ہر حربہ آزمانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اس مشکل مرحلے میں انقلابی تحریک اپنے کارکنوں سے قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے۔ چنانچہ جب مکّہ میں حضور ﷺ کی دعوت کا چرچا ہوا اور لوگ اس طرف متوجّہ ہونے لگے تو مشرکینِ مکّہ نظامِ کہنہ کے پاسبانوں کی حیثیت سے اپنی پوری قوت کے ساتھ میدان میں آ گئے۔ اس کے بعد مکّہ کی گلیوں میں ظلم وستم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس جان گداز صورتِ حال میں اہلِ ایمان نے غیر معمولی جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ اس سیاق وسباق میں سورت کا پہلا رکوع خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اِس میں نہ صرف مکّہ کے مذکورہ خوفناک حالات میں اہلِ ایمان کی راہنمائی موجود ہے بلکہ قیامت تک کے لیے ہر انقلابی دینی تحریک اور غلبۂ دین کی جدّوجُہد کے کارکنوں کے لیے راہنما اصول بھی وضع فرما دیئے گئے ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
27 رجب تا 4 شعبان 1446ھ جلد 34
28 جنوری تا 3 فروری 2025ء شمارہ 04
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر رضاء الحق
مجلس ادارت: فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری • وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں، چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اسرائیل معاہدے کی پاسداری کرے گا؟

بدھ 15 جنوری 2025ء کی شام، امریکہ اور قطر کی جانب سے یہ اعلان سامنے آیا کہ غزہ میں جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا ہے، جس میں قیدیوں کا تبادلہ بھی شامل ہے۔ معاہدے کا باقاعدہ اطلاق اتوار 19 جنوری 2025ء سے اُس وقت شروع ہوا جب اسرائیلی کابینہ نے اس کی توثیق کر دی۔ ہمارا مقصد قارئین کے سامنے جنگ بندی کے اس معاہدہ کی شرائط پیش کرنا نہیں کیونکہ وہ تفصیلات تو پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر بآسانی دستیاب ہیں۔ اصل دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس معاہدے کے نتیجے میں اسرائیل، غزہ پر بمباری اور دیگر ذرائع سے جارحیت کو مستقلاً روک دے گا؟ کیا مغربی کنارے اور دیگر فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی درندگی میں کمی آ جائے گی؟ کیا صہیونی ریاست گریٹر اسرائیل کے منصوبے سے دستبردار ہو جائے گی؟ پھر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اِن ساڑھے 13 ماہ میں کس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ آئندہ کے ممکنہ منظرنامے کے حوالے سے احادیث مبارکہ سے رہنمائی حاصل کرنا بھی ناگزیر ہے۔

جنگ بندی کے معاہدے کی خبر سے غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں میں بالخصوص اور پوری اُمت مسلمہ میں بالعموم خوشی سے سرشاری کی کیفیت نظر آئی۔ اگرچہ غزہ کے مسلمان آج بھی اس شک میں ہیں کہ ناجائز صہیونی ریاست جلد یا بدیر اس معاہدے کی خلاف ورزی ضرور کرے گی۔ تاریخ شاہد ہے کہ وہ اپنے اس خدشہ میں حق بجانب ہیں۔ اس حوالے سے آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ خود قرآن پاک اس پر گواہ ہے:

﴿اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (البقرۃ)

(ترجمہ): ''تو کیا (ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ) جب کبھی بھی اُنہوں نے کوئی عہد کیا ان میں سے ایک گروہ نے اسے اٹھا کر پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو یقین نہیں رکھتے۔''

ہمارے نزدیک اسرائیل کا اس معاہدے پر راضی ہو جانا درحقیقت غزہ کے محصور مسلمانوں پر مسلسل وحشیانہ بمباری کو کچھ مدت کے لیے روک کر دیگر محاذوں پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنا ہے۔ کیونکہ آج کی جنگ کا میدان ٹینکوں، میزائیلوں اور بموں سے بڑھ کر معیشت، معاشرت، میڈیا، تعلیم، سیاست، سفارت کاری، ٹیکنالوجی اور نظریات تک پھیل چکا ہے۔ امن معاہدہ 19 جنوری 2025ء سے نافذ العمل ہوا۔ صہیونی ریاست نے اس کی خلاف ورزی روزِ اوّل سے بھی قبل یعنی معاہدے کے اعلان کے دن سے شروع کر دی تھی۔ موجودہ صورتِ حال اور جنگ بندی کے معاہدے کو اسرائیل کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو وہ اپنے مکمل اہداف حاصل نہیں کر پایا۔ حماس آج بھی موجود ہے اور مجاہدین نے اسرائیل کو خاصا جانی نقصان پہنچایا ہے۔ جنگ میں اسرائیل کا اتنا مالی نقصان ہوا ہے کہ اُس کی معیشت کی بنیادیں بُری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ سفارتی، سیاسی اور سماجی لحاظ سے یہ جنگ اسرائیل کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوئی۔ دنیا بھر میں اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتا رہا ہے لیکن دنیا نے اُس کا اصل روپ ایک ظالم اور خونخوار کے طور پر دیکھا ہے۔ آج کی دنیا جو کم از کم عوامی سطح پر کسی ملک کی ساکھ کے اچھے یا بُرے ہونے سے متاثر ہوتی ہے، اِس میں یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ حقیقت میں امریکہ اور یورپ کی بھرپور عسکری اور سیاسی معاونت کے باوجود اس حوالے سے اسرائیل عالمی عوامی سطح پر تنہائی کا شکار نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی ممالک میں عوامی سطح پر بڑے بڑے مظاہرے دیکھنے میں آئے۔ (المیہ یہ ہے کہ مملکتِ خداداد

کے عین دار الحکومت میں مظاہروں پر بدترین کریک ڈاؤن کیا گیا!) مظلوم فلسطینیوں کے حق میں کیے گئے ان مظاہروں میں اسرائیلی درندگی کے خلاف جس قدر نفرت دکھائی دی اس نے ثابت کر دیا کہ ابھی دنیا میں انسانیت کی رمق باقی ہے۔ لہٰذا اسرائیل کی بھرپور کوشش ہوگی کہ وہ جنگ بندی اور امن معاہدے کے نام پر اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے میڈیا کو استعمال کرے۔ ایسی خبریں چلائی جائیں گی کہ اسرائیلی ڈاکٹرز، فوجی اور شہری غزہ کی تعمیر نو میں مصروف ہیں۔ اسرائیل زخمیوں کے علاج اور غزہ کے مسلمانوں کو بنیادی ضروریات زندگی بہم پہنچانے میں مصروف ہے۔ ایسے میں مسلمان ممالک کے میڈیا اور صاحبانِ عقل و دانش کا یہ فرض ہے کہ اسرائیل کو 'امن کا داعی' قرار دینے کی پُرفریب کوششوں کا بھرپور انداز میں رد کریں۔

حال ہی میں اسرائیل کا جاری کردہ ''تاریخی نقشہ'' جس میں فلسطین، لبنان، شام اور اُردن کو اسرائیل میں ضم کر کے دکھایا گیا ہے، اِس بات پر مزید دلالت کرتا ہے کہ صہیونی ریاست گریٹر اسرائیل کے مذموم منصوبہ سے پیچھے ہٹنے والی نہیں۔ یہ نقشہ درحقیقت صہیونی منصوبہ کا پہلا مرحلہ ہے۔ وگرنہ ''تیری سرحدیں نیل سے فرات تک'' تو اسرائیل کی پارلیمنٹ کے ماتھے پر درج ہے اور نیتن یاہو سمیت کئی اسرائیلی اعلیٰ عہدے داران اس بات کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر چکے ہیں کہ گریٹر اسرائیل میں مصر، ترکی اور عراق کے بھی بعض علاقے شامل ہیں۔ یہودی ربیوں کے نزدیک مدینہ منورہ بھی (معاذ اللہ) گریٹر اسرائیل کا حصہ ہے۔ اسرائیل نے شام کی صورتحال سے خوب فائدہ اٹھاتے ہوئے گولان کی پہاڑیوں پر مکمل قبضہ جما لیا ہے اور شام میں اس کی عسکری پیش رفت جاری ہے۔ گزشتہ تین ماہ کے دوران اسرائیل نے لبنان میں حزب اللہ کو بھی انتہائی کمزور کر دیا ہے۔ جنگ بندی کے معاہدے کا 19 جنوری کو نافذ العمل ہونا بھی کوئی حادثہ یا اتفاق نہیں۔ اسے سابق امریکی صدر جو بائیڈن کا وائٹ ہاؤس میں آخری دن کہہ لیں یا نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے وائٹ ہاؤس میں براجمان ہونے سے ایک دن قبل، بنیادی طور پر امریکہ پر یہودی تسلط کے جاری رہنے اور امریکہ کی اسرائیل کو مکمل معاونت فراہم کرنے کا ایک بھرپور پیغام دیا گیا ہے۔ یومِ سبت تو ایک بہانہ تھا! ہمارے نزدیک یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ اسرائیل جلد یا بدیر پھر آگ بھڑکائے گا اور اس مرتبہ عرب ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے کی کوشش کرے گا۔ امریکہ ہمیشہ کی طرح اس کا پشت پناہ بلکہ معاون ہوگا۔ یاد رہے کہ جنگیں ختم کرنے کے وعدہ پر منتخب ہونے والے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ ہی کے پہلے دور میں اسرائیل کا دارالحکومت تل ابیب سے یروشلم منتقل کیا گیا، اسی نے ابراہیم اکارڈز کا شوشہ چھوڑا اور ٹرمپ کے پہلے دورِ حکومت میں ہی اسرائیل نے وہ جیوش نیشن سٹیٹ لاء منظور کیا جس کے تحت ارضِ فلسطین میں اوّل درجے کے شہری صرف یہودی ہیں۔

دوسری طرف امید کی ایک مدھم سی کرن یہ دکھائی دی ہے کہ کم از کم وقتی طور پر اس معاہدے کی بدولت غزہ پر اسرائیل کی مسلسل وحشیانہ بمباری رک گئی ہے اور غزہ کے عوام کو کچھ عارضی ریلیف ملے گا۔ گزشتہ ساڑھے تیرہ ماہ کے دوران غزہ پر 4000 سے زائد مرتبہ بمباری کی گئی۔ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق 47000 سے زائد فلسطینی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے جس میں 18000 سے زائد بچے اور 15000 کے قریب خواتین تھیں۔ پورے کے پورے خاندان صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے ہیں۔ 90 فیصد عمارتیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ اسماعیل ہنیہ اور یحییٰ السنوار سمیت تحریکِ مزاحمت کے کئی قائدین اور مجاہدین نے اپنی شہادتوں کے ذریعے ابدی کامیابی حاصل کر لی۔ شہادت تو مقصود و مطلوبِ مومن ہے اور شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ١٦٩﴾ (آل عمران) (ترجمہ): ''اور ہرگز نہ سمجھنا ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔''

7 اکتوبر 2023ء کے بعد عدل اور انسانی حقوق کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے کئی ممالک کے چہروں سے بناوٹی سنگھار بھی اُتر گیا اور دنیا نے اُن کے اصل مکروہ چہرے دیکھ لیے۔ درندگی کی انتہا یہ کہ یوکرائن کے معاملے پر چیخ و پکار کرنے والے مغربی ممالک، میڈیا، تھنک ٹینکس اور اکثر مسلم ممالک نہ صرف غزہ میں انسانیت کے خلاف اسرائیلی جرائم اور فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی پر خاموش رہے بلکہ اُس کا مکمل ساتھ دیتے رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! خود یوکرائن، جس پر روس حملہ آور ہے وہ بھی مسلم کشی میں اسرائیل کا فرنٹ لائن اتحادی رہا۔ سب نے ((اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ)) اور عالمِ اسلام میں ''وہن'' کی بیماری کے نبوی ﷺ فرامین کو سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ غزہ کے مجاہدین نے ''طوفان الاقصیٰ'' کے ذریعے قضیۂ فلسطین کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کے معاملے کو پھر سے اجاگر کر دیا ہے۔ ورنہ 7 ستمبر 2023ء کو ایک اہم ترین مسلم ملک جس کے ولی عہد جو ملک کے وزیر اعظم بھی ہیں، نے فاکس نیوز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے انتہائی بے باکی سے یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ اسرائیل سے تعلقات بحال کرنے کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں۔ جنگ بندی کے حالیہ معاہدہ کے بعد شاید وہ اب دوبارہ یہی کوشش کریں لیکن عوامی دباؤ کے باعث اب یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا۔ بہر حال غزہ کے مجاہدین نے بعض عرب اور دیگر مسلم ممالک کی اسرائیل کے ساتھ دوستی کی دیرینہ خواہش کو کم از کم وقتی طور پر روک لگا دی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ساڑھے 13 ماہ کے دوران کسی ایک فلسطینی مسلمان مرد، عورت، بچے، بوڑھے کی زبان سے ایسا کوئی کلمہ سننے میں نہیں آیا کہ ہماری ''بربادی'' کے ذمہ دار حماس اور القسام ہیں۔ ہاں اپنے پیاروں کی شہادت پر اللہ کا شکر ادا کرتے نظر آئے، اسرائیل کے خلاف جذبات مزید بھڑکتے دکھائی دیئے، ارضِ فلسطین کے بچوں میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت مزید بڑھا۔ دیگر مسلمان ممالک سے یہ گلہ بھی تھا کہ ہم ''مستضعفین'' کی مدد کے لیے عملی اقدامات

سے کیوں گریزاں رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزہ کے مجاہدین اور عوام نے اُمتِ مسلمہ کی طرف سے مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کا فرضِ کفایہ ادا کیا ہے۔ مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور حفاظت کے لیے اپنے بس سے بڑھ کر قربانی دی ہے۔ البتہ یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ دیگر مسلمان ممالک کے حکمران روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں کیا جواب دیں گے؟

اہم ترین سوال یہ ہے، آخر ارضِ فلسطین ہی کیوں؟ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے دوران یورپ میں ماریں کھانے والے یہودی امریکہ، برطانیہ، فرانس یا کسی دور دراز کے جزیرے میں کیوں نہ جا بسے۔ اعلانِ بالفور کے ذریعے یہودیوں کی علیحدہ مذہبی ریاست بنانے کے لیے ارضِ فلسطین کو ہی کیوں چنا گیا۔ اس معاملے کو اس کے درست پس منظر میں سمجھ لیا جائے تو اسرائیل کے ماضی، حال اور مستقبل کے عزائم کا ادراک کرنے میں کوئی مشکل نہ ہوگی۔ 1948ء میں اسرائیل کا قیام، 1967ء میں اس کے زیرِ انتظام علاقوں میں کچھ توسیع، 1991ء میں اسرائیل کے اُس وقت کے سب سے بڑے دشمن صدام حسین (عراق) کو نیست و نابود کرنا، نائن الیون کا ڈرامار چا کر اس کی بنیاد پر نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ (MENA) میں موجود خطرات سے نمٹنا اور خطے کی واحد سپر پاور بن جانا، امریکہ اور مغربی یورپ کے نیوکان، پروٹیسٹنٹ اور رومن کیتھولک حکمرانوں کا غیر مشروط اسرائیل کا ساتھ دینا اور گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہر حال میں جاری رکھنا سب اسی ایک نکتے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسرائیل اپنا ہر قدم مذہب کی بنیاد پر اٹھاتا ہے۔ صہیونیت بھی درحقیقت سیاست کا لبادہ اوڑھے ہوئے مذہبی یہودیت کی ہی ایک شاخ ہے۔ یہودی (تحریف شدہ) تورات اور تالمود کی تعلیمات کی بنیاد پر اپنے مسایاح کا انتظار کر رہے ہیں جس کی خبر ہمیں نبی اکرم ﷺ نے بڑی صراحت کے ساتھ دی ہے کہ وہ شخص دجال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق بنی اسرائیل میں مسیحؑ کے طور پر مبعوث فرما دیا تھا لیکن یہود نے اُن پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، کفر کیا اور اپنے بس پڑتے اُنہیں سولی پر چڑھا دیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴﴾ (آل عمران) (ترجمہ): ''اور اُنہوں نے اپنا مکر کیا اور اللہ نے اپنی تدبیر کی۔ بے شک اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔'' گویا یہود کے نزدیک مسیح ابھی آئے ہی نہیں اور جب وہ آئیں گے تو یہود کی عالمی حکمرانی کے سنہری دور کا آغاز ہوگا۔ جبکہ حقیقتِ حال کچھ یوں ہے کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے بلادِ شام میں واپس تشریف لائیں گے اور جھوٹے مسیح یعنی دجال اور یہود دونوں کا مکمل خاتمہ کریں گے۔ یوں گریٹر اسرائیل ہی مستقبل میں یہود کا گریٹر قبرستان بنے گا اور کُل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم و غالب ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ! احادیث مبارکہ میں ان واقعات کی مکمل تفصیلات درج ہیں۔

اگرچہ اس سے قبل مسلمانوں پر خود ان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے باعث انتہائی مشکل وقت آئے گا۔ احادیث مبارکہ میں ان ملاحم کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑی جنگوں میں شاید مسلمانوں کو کروڑوں کی تعداد میں جانی نقصان اٹھانا پڑے۔ پھر یہ کہ بصد احترام اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ مبارک کے مطابق عربوں کو بالآخر تباہی کا سامنا کرنا ہے جس کے آثار واضح طور پر ہمارے سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہودیوں کا ایک ہدف تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر بھی ہے اور مسجدِ اقصیٰ کی موجودگی میں اس کی تعمیر ممکن ہی نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسرائیل کی نظرِ بد اسلامی ایٹمی پاکستان پر مرکوز ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیراعظم ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان کو اپنا اصل دشمن قرار دیا تھا۔ موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو ماضی قریب میں پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے کی خواہش کا کھلم کھلا اظہار کر چکا ہے۔ البتہ اس کے بعد جب اللہ چاہے گا، پانسہ پلٹے گا۔ احادیث میں یہ خوش خبری بھی موجود ہے کہ ''کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو مہدی کی حکومت کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔'' (ابن ماجہ) اور ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ اُنہیں کوئی نہیں روک سکے گا، یہاں تک کہ اُنہیں ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کیا جائے گا۔'' (سنن ترمذی)۔ تاریخی اعتبار سے خراسان میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات بھی شامل ہیں۔

بہر حال، آج امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا جرم دینِ اسلام سے بے وفائی کرتے ہوئے اس کو نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد کو پس پشت ڈالنا ہے اور جو اس فرض کی ادائیگی میں کوشاں ہیں اُن جماعتوں پر ایسی ایسی افترا پردازی کی جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایک حالیہ مثال کو لے لیجیے۔ ایک معروف قومی اخبار نے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے حوالے سے ایک ایسے شخص، جو چند سال قبل اسرائیلی صدر کی دعوت پر ناجائز صہیونی ریاست کے دورے پر گیا تھا، اُس کی کتاب میں درج اس کذب بیانی کو اخبار کی شہ سرخی کا حصہ بنایا کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے پاکستان کے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مکالمے کی حمایت کی تھی۔ حالانکہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے درجنوں تحریروں اور سینکڑوں تقریروں میں اپنا یہ مستقل مؤقف واضح طور پر بیان کیا ہے کہ چاہے ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کر لے، پاکستان کبھی اسرائیل کو تسلیم نہ کرے۔ اس سب کا ریکارڈ پر موجود ہونے کے باوجود جھوٹ کی بنیاد پر اپنا اسرائیل نواز بیانیہ پیش کرنے کے لیے ایسی رکیک حرکت کی گئی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ جن کے بارے میں رتی برابر شک کی گنجائش نہیں کہ اُنہوں نے اسرائیل کے حوالے سے کبھی ایسا بیان اپنی کسی تحریر یا تقریر کا حصہ بنایا ہوگا، اُن کو بھی نہ بخشا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بہر حال تنظیم اسلامی، کتاب کے مصنف اور اُس کا جھوٹا بیانیہ شائع کرنے والے اخبار دونوں سے نصح و خیر خواہی کے جذبہ کے تحت رابطہ بھی کرے گی کہ وہ حقیقت کے خلاف اپنے اس بیان کو واپس لیں اور حسبِ ضرورت قانونی چارہ جوئی کا بھی حق رکھتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اللہ کے سرکشوں، باغیوں اور نافرمانوں کے لیے ہرگز نہیں آتی۔ سورۃ النحل کی آخری آیت میں ارشاد ہوا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (النحل:128) (ترجمہ): ''بے شک اللہ تعالیٰ کی معیت (مدد) ان لوگوں کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔'' آخر میں اس بات کا اعادہ لازم ہے کہ مسلمان فرد ہو یا ریاست اُس کا دینی فریضہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کی راہنمائی میں اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرتا چلا جائے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین یارب العالمین! ✿✿✿

اسلام آباد کانفرنس: اسلامی معاشرت پر ایک اور حملہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 17 جنوری 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں لڑکیوں کی تعلیم کے مسئلے پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں OIC، ورلڈ مسلم لیگ، رابطہ عالم اسلامی سمیت دیگر کئی عالمی اداروں کے نمائندوں اور 47 مسلم ممالک کے وفود نے شرکت کی۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر اس کانفرنس کا بڑا چرچا رہا۔ کانفرنس کے بعد ایک مشترکہ اعلامیہ بھی جاری ہوا۔ اخباری اطلاعات اور دیگر ذرائع سے جو باتیں سامنے آئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ مسلم معاشروں میں انتہا پسندانہ فکر اور کچھ معاشرتی اقدار لڑکیوں کی تعلیم میں رکاوٹ ہیں۔ یہ بہت بڑا بہتان اور کذب بیانی ہے۔ کانفرنس میں ملالہ یوسفزئی کو گیسٹ آف آنر کے طور پر بلایا گیا جس کے بارے میں ساری دنیا جانتی ہے کہ موصوفہ کے ذریعے کس طرح مغربی ایجنڈے کو پروموٹ کیا جا رہا ہے اور پھر کانفرنس میں افغانستان اور وہاں کی معاشرتی اقدار پر بھی تابڑ توڑ حملے کیے گئے۔ ان ساری باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکیوں کی تعلیم کے نام پر مادر پدر آزاد مغربی ایجنڈے کو مسلم معاشروں پر مسلط کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اسی طرح کی کوشش 1979ء میں CEDAW کے عنوان سے بھی کی گئی تھی۔ پھر 1975ء سے لے کر 2000ء تک اسی مغربی ایجنڈے کے نفاذ کے سلسلہ میں نیروبی کانفرنس، بیجنگ کانفرنس اور پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس منعقد ہو چکی ہیں اور حالیہ کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس مغربی ایجنڈے اور ان کے تحت منعقد ہونے والی ان کانفرنسز کے بارے میں بہت پہلے بتا دیا تھا کہ یہ عورتوں کے حقوق اور آزادی کے نام پر اور عورت کو بااختیار بنانے (women empowerment) کے خوبصورت نعروں کی آڑ میں ہمارے معاشرتی نظام پر مغرب کا حملہ ہے اور بدقسمتی سے پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک نے بھی ان اعلامیوں پر دستخط کر رکھے ہیں۔ اس مغربی ایجنڈے کے تحت ہمارے خاندانی نظام اور شرم وحیاء کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے، نکاح جیسے مقدس بندھن کی مخالفت اور زنا کو عام کرنا اس ایجنڈے کا حصہ ہے۔ یہاں تک کہ زنا جیسے بڑے گناہ میں ملوث ہونے والی عورتوں کو ''مزدور'' قرار دے کر اُن کو قانونی تحفظ دیا جانا بھی اسی مغربی ایجنڈے کا حصہ ہے جو کہ اسلام اور شریعت سے سراسر بغاوت اور سرکشی ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام تعلیم کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ قرآن کی پہلی آیت ہی اس کی تاکید لے کر نازل ہوئی۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ (العلق)

''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

اسی طرح جب آدم علیہ السلام کو خلافت عطا کر کے دنیا میں بھیجا گیا تو بھیجنے سے قبل ان کو علم عطا کیا گیا:

مرتب: ابو ابراھیم

﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ (البقرہ:31)

''اور اللہ نے سکھا دیے آدم کو تمام کے تمام نام۔''

سادہ سا مفہوم ہے کہ زمین پر زندگی گزارنی ہے تو زمین کے وسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جملہ اسماء کا علم بھی سکھایا۔ آج دنیا میں جتنی ایجادات ہو رہی ہیں، یہ سب علم الاسماء میں شامل ہیں۔ اس کو سادہ زبان میں عصری تعلیم کہہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بعد میں بھیجا مگر اُس کی تعلیم کا آغاز پہلے کر دیا۔ جب زمین پر بھیجا گیا تو ساتھ یہ تاکید بھی کی گئی:

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ㊳﴾ (البقرہ:38)

''تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔''

ہدایت علم وحی سے آتی ہے، جو اللہ نے پیغمبروںؑ کے ذریعے عطا فرمائی۔ عصری تعلیم اس ہدایت کے تابع رہے گی تو وہ انسان کے لیے نافع ہوگی اور انسان کے لیے کسی قسم کے نقصان اور غم کا اندیشہ نہ ہوگا۔ عصری تعلیم اگر آسمانی ہدایت کے تابع نہیں ہوگی تو پھر غم ہی غم اور اندیشے ہی اندیشے نوع انسانی کو لاحق ہوں گے جیسا کہ آج ہیں۔

آج دنیا نے جتنی ترقی کر لی ہے، 100 سال پہلے اتنی ترقی نہ تھی۔ اس حساب سے تو آج ہر طرف امن ہی امن اور چین ہی چین ہونا چاہیے تھا مگر آج ہر کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ پرانے زمانے میں کتنا سکون تھا، کتنی راحت آمیز زندگی تھی، کتنی فطرت سے ہم آہنگ زندگی تھی مگر آج کتنی بے سکونی، غم اور اندیشے، افراتفری اور کتنی پیچیدہ اور بھونچال زدہ زندگی ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز کی کمی ہے۔ وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجتے ہوئے اسی کی تاکید کی تھی:

''تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔'' (البقرہ:38)

معلوم ہوا کہ علم تو عام ہے مگر وہ آسمانی ہدایت کے تابع نہیں ہے، اس لیے زندگی میں اتنی پیچیدگیاں اور غم وحزن پیدا ہو گئے ہیں۔ اسلام تعلیم کی تاکید کرتا ہے مگر ساتھ یہ تاکید بھی کرتا ہے کہ یہ تعلیم علم وحی کے تابع ہو تاکہ انسانی معاشرے میں پیچیدگیاں اور غم پیدا نہ ہو سکیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے دعا سکھائی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا)) ''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ)) ''اے اللہ! تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں اُس علم سے جو نفع دینے والا نہ ہو۔''

ایک حدیث ہر جگہ پیش کی جاتی ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' حالیہ کانفرنس میں بھی یہ حدیث پیش کی گئی لیکن اصل بات نہیں بتائی گئی کہ مراد کونسا علم ہے۔ اُمت کا 14 صدیوں کا اجماع ہے کہ اس سے دین کا بنیادی علم مراد ہے۔ آپ باپ ہیں، شوہر ہیں، بیٹے ہیں، بیوی ہیں، بیٹی ہیں، ڈاکٹر ہیں، انجینئر ہیں، جج ہیں، سیاستدان ہیں، تاجر ہیں، جرنیل ہیں، صحافی ہیں، کچھ بھی ہیں مگر آپ کو دین کا بنیادی علم ہر صورت حاصل کرنا چاہیے تاکہ آپ کو اپنے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کا صحیح طور پر علم ہو سکے اور آپ کا دنیوی علم اور ہنر ہدایت کے تابع ہو کر آپ کے لیے اور باقی انسانوں کے لیے نافع بن سکے۔

سیدنا عمر ؓ جب مارکیٹ میں جاتے تھے تو دکانداروں سے پوچھتے تھے: آپ نے کاروبار کے بنیادی (فقہی) مسائل سیکھے ہیں؟ اگر کوئی کہتا نہیں تو آپؓ فرماتے: دکان بند کرو اور پہلے مسائل سیکھ کر آؤ۔ اسی طرح ایک بندہ جج ہے تو اس کو اس شعبہ کے حوالے سے بنیادی فقہی مسائل کا علم ہونا چاہیے، تاجر ہے تو سود کی حرمت، زکوٰۃ کے مسائل، بیع کے مسائل سمیت تمام متعلقہ مسائل سیکھنا چاہئیں، اسی طرح کوئی بھی ہنر ہے، دنیوی علم ہے، اس سے متعلقہ دینی مسائل کا بھی آپ کو علم ہونا چاہیے تب جا کر آپ کا فن اور آپ کی دنیوی تعلیم دنیا اور آخرت کے لحاظ سے بھی اور انسانی معاشرت کے لحاظ سے بھی نافع ہو سکتی ہے ورنہ انسانیت کے لیے بھی اور خود اپنے لیے بھی شر اور نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ جس طرح یہ تمام علوم و فنون دنیوی زندگی کا نظام چلانے کے لیے ضروری ہیں، اسی طرح دین کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر بندہ مفتی اور عالم بن سکے لیکن دین کا بنیادی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ ایک انگریز مفکر کا بڑا مشہور قول ہے کہ ہم نے پرندوں کی طرح ہواؤں میں اُڑنا سیکھ لیا، مچھلیوں کی طرح سمندر میں سفر کرنا سیکھ لیا لیکن زمین پر انسان بن کر زندگی گزارنا ہم نہ سیکھ سکے۔ ظاہر ہے انسان جب علمِ وحی کو ترک کر دے گا تو اُس کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں بہت سے جن اور انسان۔ ان کے دل تو ہیں لیکن ان سے غور نہیں کرتے' ان کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں' اور ان کے کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں۔'' (الاعراف:179)

ایک مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی روح سے غافل ہیں۔ جیسے ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ صرف ظاہری آنکھ سے دنیا کو دیکھتے ہیں، ان کی مادی آنکھ کھلی ہوئی ہے اور ان کی روحانی آنکھ بند ہے۔

اسی طرح حالیہ کانفرنس میں ایک بات یہ کی گئی کہ مرد اور عورت ہر لحاظ سے برابر ہیں۔ یہی CEDAW کا مغربی ایجنڈا ہے۔ حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت میں فرق رکھا ہے، بچہ پیدا کرنے کی اور دودھ پلانے کی صلاحیت اللہ نے عورت کو دی ہے۔ مرد سخت کام کر سکتا ہے، محنت اور مشقت والا کام زیادہ کر سکتا مگر عورت فزیکلی اتنی مشقت اور سختی برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے معاش کی ذمہ داری مرد کو سونپی اور گھریلو امور، خانہ داری اور بچوں کی تربیت عورت کے ذمہ لگائی۔ اللہ کی بندگی کرنے کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں مگر بندگی کے تقاضوں کو ادا کرنے کی کیفیت میں فرق ہوتا ہے۔ عورت امامت نہیں کروائے گی، اذان نہیں دے گی، مردوں کے سامنے خطبہ نہیں دے گی۔ اسی طرح ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ نے ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے جو کہ فطرت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔ اگر ان فطری اصولوں کو پامال کریں گے تو پھر معاشرے میں تباہی آئے گی۔ اسلام نے عورت کا اصل دائرہ کار یہ بتایا۔ فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب:33) ''اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔''

عورت کا اصل مقام گھر ہے، اس کی اہم ترین ذمہ داری گھر کے اندر کے امور کو سرانجام دینا ہے۔ باہر کے سارے کام مرد کے ذمہ ہیں، اگر عورت کو باہر جانا بھی پڑے تو حجاب میں جائے۔ فرمایا:

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى﴾ ''اور مت نکلو بن سنور کر پہلے دورِ جاہلیت کی طرح۔'' (الاحزاب:33)

زمانہ جاہلیت میں عورتیں بن سنور کر بے پردہ باہر نکلتی تھیں، جب غیر محرم مردوں کی نظریں اُن پر پڑتی تھیں تو پھر معاشرے میں فساد پیدا ہوتا تھا اور گھریلو نظام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اس لیے اسلام نے زمانہ جاہلیت کی اس شرانگیز روایت کو ختم کر دیا اور عورت کو سکھایا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے زینت کا اظہار کرے تاکہ دونوں میں محبت بڑھے اور گھر کا ماحول نسلوں کی تربیت کے لیے پُرامن اور خوشگوار رہے اور باہر جائے تو حجاب میں جائے تاکہ فتنہ و فساد پیدا نہ ہو۔

آج مغرب کے دانشوروں میں بھی اسلام کے فطری اصولوں کی اہمیت اُجاگر ہو رہی ہے۔ سوویت یونین کے سابق صدر گورباچوف نے کہا تھا: ہم نے عورت کو گھر سے نکال کر سڑک کے چوراہے پر لا کھڑا کیا ہے: جس کی وجہ سے گھریلو اور خاندانی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں عورت کو دوبارہ اُس کے اصل مقام، گھر میں لانے کے لیے باقاعدہ تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔ یہی بات تو قرآن (الاحزاب:33) میں آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ نے بتا دی تھی۔

رہا یہ مسئلہ کہ عورت کو کونسی تعلیم دی جائے؟ جو کام عورت کے ذمہ اور اختیار میں نہیں ہے اُس کی تعلیم تو آج دینے کی کوشش کی جارہی ہے مگر جو عورت کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، اچھی ماں بننا۔ کیا اس حوالے سے بھی تعلیم و تربیت کا کوئی ادارہ ہے؟ لہٰذا اسلام نے عورت کی جن ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے، ان کے متعلق ہی تعلیم دی جائے۔

یہی بات یورپ کی وہ خواتین بھی کہہ رہی ہیں جنہوں نے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

مغربی ایجنڈا جہاں مرد اور عورت کے برابر ہونے کی بات کرتا ہے، وہاں عورت کے پردے اور حجاب کو بھی غیر ضروری سمجھتا ہے۔ جبکہ اسلام پردے اور حجاب کو لازمی قرار دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ﴾ (الاحزاب:53) ''اور جب تمہیں نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کائنات کی پاکیزہ ترین خواتین تھیں اور انبیاء کی جماعت کے بعد مقدس ترین جماعت صحابہ کرام ؓ کی جماعت تھی لیکن وہاں بھی اللہ کا حکم تھا کہ جب ازواج مطہراتؓ سے کوئی سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے سوال کیا کرو۔ ذرا سوچئے کہ عام مسلمان خواتین اور مردوں کے لیے پردے کی کتنی اہمیت اور ضرورت ہوگی۔ اگر عورتوں کی تعلیم کا کچھ بندوبست کرنا ہے تو اصل تعلیم یہ ہے کہ پردے اور حجاب کے احکام، شرم و حیاء اور عصمت کی حفاظت، نظروں کی حفاظت، محرم اور نامحرم کا فرق اور دین کا بنیادی علم سکھایا جائے۔ نظروں کی حفاظت کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ﴾ (النور:30)

''(اے نبی ﷺ!) مؤمنین سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور:31) ''اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان پردہ حائل رہے، مخلوط ماحول نہ ہو، تعلیمی اداروں، آفس میں، کاروباری مراکز میں، سفر میں، ہر جگہ غیر محرم مرد و عورت کی

علیحدگی کا مستقل انتظام ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''دو نامحرم مرد و عورت تنہائی میں ہوں گے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔'' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سر میں کوئی کیل ٹھوک دے تو اسے برداشت کر لینا مگر غیر محرم کو چھونا ہرگز قبول نہ کرنا۔'' آج مغربی ایجنڈے کے تحت جو مادر پدر آزاد معاشرت ہمارے اوپر مسلط کی جا رہی ہے اُس کا نتیجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں رابطہ عالم اسلامی کے لوگ بھی شریک تھے۔ اگر اسلام کا نام لے کر کانفرنس کرنے کی بات کی ہے تو اسلام کا یہ حکم بھی بتانا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ﴾ (البقرہ: 85) ''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟''

''اِقْرَاْ'' Quote کر دو گے'' بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ '' چھوڑ دو گے؟ اسلام جہاں عورتوں کی تعلیم کی بات کرتا ہے، حقوق کی بات کرتا ہے وہاں پردے اور حجاب کی بات بھی کرتا ہے۔ اگر اسلام کی بات کرنی ہے تو پھر پورے اسلام کی بات کرو۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرۃ: 208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

لڑکیوں کی تعلیم کے لیے آپ نے کانفرنس بلالی، کیا لڑکوں کی تعلیم کے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں؟ سندھ میں بہت سے سکول بھینسوں کے باڑوں میں بدل چکے ہیں، کہیں نقل سرعام ہو رہی ہے، کیا لڑکوں کو تعلیم کا حق حاصل نہیں ہے۔ 3 کروڑ بچے اس وقت بھی ایسے ہیں جن کو سکول کی تعلیم میسر نہیں ہے۔ اگر آپ کو تعلیم کی اتنی ہی فکر ہے تو ان کے لیے ہوم سکولنگ کا انتظام کریں تاکہ وہ گھر بیٹھے پڑھ سکیں۔ امریکہ میں اس وقت بھی 37 لاکھ بچے سکول نہیں جاتے۔ والدین کہتے ہیں کہ سکولوں کا معیار نہیں ہے، جبر کا نظام ہے، حیا اور عصمت محفوظ نہیں ہے۔ ان کے لیے گھروں میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ آپ بھی اس سمت میں کوشش کیجیے۔

پھر آپ دیکھئے کہ CEDAW جیسے مغربی تصورات کے تحت لڑکیوں کی تعلیم کے لیے قائرہ میں کانفرنس ہوئی ہے، بیجنگ میں ہوئی ہے، اسلام آباد میں ہوئی ہے۔ کیا فلسطین، کشمیر، میانمار میں شہید ہونے والی معصوم بچیاں نظر نہیں آتیں؟ ان کے لیے بھی کوئی کانفرنس منعقد کرنے کی زحمت کسی نے کی؟ ملالہ یوسفزئی کی زبان پر غزہ کی معصوم بچیوں کے قتل عام بلکہ نسل کشی کے خلاف بھی کبھی کوئی بات آئی؟

پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اُمت کے باقی سارے مسائل حل ہو گئے کہ اب صرف لڑکیوں کی تعلیم سب سے بڑا مسئلہ رہ گیا ہے؟ کیا غزہ میں ہونے والی مسلمانوں کی نسل کشی مسئلہ نہیں ہے؟ کیا گریٹر اسرائیل کے نام پر شام، اردن، لبنان، فلسطین سمیت امت مسلمہ کے علاقوں پر قبضہ کی منصوبہ بندی کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

ہم علماء کرام سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ اس کانفرنس کے حوالے سے اپنے موقف کا کھل کر اظہار کریں اور قوم کو بتائیں کہ سچ کیا ہے؟ یہ دجالی تہذیب اور مغربی ایجنڈے جو ہم پر مسلط کرنے کی مسلسل کوشش کی جا رہی ہے، اس کے خلاف کھل کر علماء کو بولنا چاہیے اور اپنی اسلامی معاشرتی اقدار اور روایات کی پاسداری کے لیے پوری قوم کو بھی اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام فتنوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

نوٹ

CEDAW "Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women" کا مخفف ہے۔ (ادارہ)

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی

ہماری بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی عرصہ دراز سے امریکہ میں قید ہیں۔ جو بائیڈن جاتے جاتے کئی قیدیوں کی رہائی کا حکم دے گیا اور کئی سزائے موت کے کیسز بھی معاف کر گیا لیکن ہمارے حکمرانوں نے اس ضمن میں بہت بے حمیتی کا مظاہرہ کیا ہے اور آج تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اس موقع پر بھی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی یا تبادلے کا معاملہ نہ اُٹھایا۔ الطاف حسین نے کہا تھا، ریمنڈ ڈیوس دے دو اور عافیہ لے لو، قیدیوں کا تبادلہ اس طرح بھی ہوتا ہے مگر حکمرانوں نے کوئی توجہ نہیں کی۔ بے چاری کی والدہ روتے روتے دنیا سے چلی گئیں۔ اب ان کی بہن التجائیں کر رہی ہیں کہ کوئی تو بولو، کچھ تو کرو، کیوں سب لوگ اتنے بے حس ہو گئے ہیں۔ اس بہن کے حق میں آواز اُٹھانا ہر مسلمان کا فرض ہے، حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو بھی نوٹس لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت ہم سب کو غیرت ایمانی عطا فرمائے۔ آمین!

پریس ریلیز 24 جنوری 2025ء

نئے امریکی صدر کا ٹرانس جینڈر کی نفی کرنا جبکہ مملکتِ خداداد پاکستان کا اس فتنہ کی بیخ کنی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا انتہائی شرم ناک ہے

شجاع الدین شیخ

نئے امریکی صدر کا ٹرانس جینڈر کی نفی کرنا جبکہ مملکتِ خداداد پاکستان کا اس فتنہ کی بیخ کنی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا انتہائی شرم ناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ڈونلڈ ٹرمپ کا دوسری مرتبہ بطور امریکی صدر حلف اُٹھانا یقیناً پوری دنیا بالخصوص مسلم ممالک کے ایک بڑا چیلنج ثابت ہوگا۔ اپنے گزشتہ دورِ حکومت میں ٹرمپ نے نہ صرف ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے دارالحکومت کو تل ابیب سے یروشلم منتقل کیا تھا بلکہ ابراہام اکارڈز کے پُرفریب منصوبہ کے تحت کئی عرب و دیگر مسلم ممالک کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کروانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ پھر یہ کہ ٹرمپ کے پہلے دورِ حکومت میں ہی اسرائیل نے بدترین نسل پرستی اور مذہبی امتیاز کی بنیاد پر بدنامِ زمانہ جیوش نیشن سٹیٹ لاء منظور کیا تھا، جس کے مطابق صرف یہودی مقبوضہ فلسطین میں اول درجہ کی شہریت کے حامل ہوں گے۔ لہٰذا ٹرمپ کے موجودہ دورِ حکومت کے حوالے سے بھی مسلمان ممالک خصوصاً عربوں اور پاکستان کو انتہائی ہوش مندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ نومنتخب امریکی صدر نے ایک کٹر عیسائی ہونے کے ناطے انتظامی حکم جاری کیا ہے کہ جنس اور صنف کے حوالے سے تفریق صرف مرد اور عورت کی بنیاد پر کی جائے گی۔ دوسری طرف انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ آخری الہامی کتاب قرآنِ مجید کے حامل مسلمانوں کی عظیم اکثریت پر مشتمل ملک پاکستان کی پارلیمان نے 2018ء میں ٹرانس جینڈر قانون کو منظور کر کے ملک بھر میں نافذ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ 77 برس سے امریکہ کی غلامی کرنے والا پاکستان کیا اس معاملے میں بھی اپنے آقاؤں کی پیروی کرے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء جیسا سیاہ قانون، جس کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت واضح حکم دے چکی ہے کہ اُس کی بیشتر شقیں اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں اور حکومت و پارلیمان کا فرض ہے کہ ایسی تمام شقوں کو قانون سے حذف کیا جائے، اُس کے خلاف ریویو پٹیشنز ابھی تک سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے سامنے موجود ہیں لیکن اُن کی شنوائی نہیں کی جا رہی۔ اسی طرح وفاقی شرعی عدالت کا سود کی حرمت کے حوالے سے فیصلہ کے خلاف ریویو پٹیشنز بھی اسی عدالت کے سامنے موجود اور شنوائی کی منتظر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکمران، مقتدر حلقے اور عدلیہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے جاری جنگ کو ختم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ صرف ایسے لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ لہٰذا سپریم کورٹ کا شریعت اپیلیٹ بینچ فوری طور پر ٹرانس جینڈر اور سود کی حرمت کے حوالے سے دائر اپیلوں کی شنوائی کرے۔ وفاقی شرعی عدالت کے احکامات کے مطابق جلد از جلد دونوں اپیلوں میں فیصلہ کیا جائے تاکہ ہمیں دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد مل سکے اور ہماری آخرت بھی سنور جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

نماز کی حقیقت، اہمیت اور معیارِ مطلوب

(مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی)

اعمال کی فہرست میں نماز ہی ایک ایسا عمل ہے جس کے بارے میں بجا طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس کی ٹھیک ٹھیک اقامت اور بالکل صحیح ادائیگی پر ہی پورے دین کی عمارت کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر ہمارے تینوں بنیادی فرائض (بندگیٔ رب، دعوت بندگی، اور نظام بندگی کی اقامت) کی ادائیگی کی کوششوں کا حق ہی ادا نہیں کیا جاسکتا۔ لفظ نماز قرآنی اصطلاح ''صلوٰۃ'' کا ترجمہ ہے۔ ''صلوٰۃ'' کے لغوی معنی کسی کی طرف رخ کرنے، بڑھنے اور قریب ہونے کے ہیں۔ پس شریعت میں ''صلوٰۃ'' کا مفہوم ہوگا اُس اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر اُس کے قریب ہو جانا، جو اکیلا معبود ومقصود ہے۔ پس نماز سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، نماز غموں اور پریشانیوں کو دور کر کے دل کو سکون عطا کرتی ہے۔

نماز ہی سے وہ باطنی قوت حاصل ہوتی ہے جو بیرونی شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر کے اُن کے منہ پھیر سکے۔ نماز خواہشات کی پیروی سے روکتی ہے۔

یہ تمام باتیں نظری طور پر درست ہیں مگر عملی اور واقعی دنیا کا جائزہ لیں تو یہ اس سے مختلف نظر آتی ہے۔ نمازیں پڑھنے والوں کی زندگیاں بھی اس بات کی شہادت دیتی نظر نہیں آتیں کہ نماز کی ادائیگی ہی سارے دین کی ادائیگی کی ضمانت ہے۔ یہ صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم غور کریں کہ وہ کون سی نماز ہے جو پوری شریعت کی محافظ ہے؟ سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ہمیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پڑھنے کا نہیں کہا گیا۔ نماز کی اقامت کے لیے چند اہم شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ وقت کی پابندی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء: 103) ''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض کی گئی ہے۔''

2۔ جماعت کی پابندی:

باجماعت نماز ادا کرنے والوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ لکڑیاں جمع کروں، پھر نماز کا حکم دوں اور اذان دی جائے، پھر کسی کو نماز پڑھانے کے لیے کہہ کر خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوئے اور ان کے سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔'' (مشکوٰۃ)

3۔ تکبیر تحریمہ اور صف اوّل کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ کے لیے چالیس دن پہلی تکبیر کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی، اس کے لیے دو برائتیں لکھ دی گئیں۔

1۔ دوزخ سے خلاصی 2۔ نفاق سے نجات (الترمذی)

غور کیجیے، کتنی بڑی خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جسے دنیا ہی میں دوزخ سے بری ہونے کی بشارت مل جائے۔

نبی اکرم ﷺ یہ بشارتیں دے رہے ہیں، جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے جو رفقاء واحباب باجماعت نماز ادا کرتے بھی ہیں تو ان کی اکثریت اس وقت مسجد میں آتی ہے جب جماعت کھڑی ہو جاتی ہے، اور اس طرح وہ تکبیر تحریمہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پھر اکثر لوگ مسجد میں مختلف جگہوں پر کھڑے باتیں کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ مؤذن اقامت کہتا ہے تو وہ جماعت میں شریک تو ہوتے ہیں، مگر پہلی صف کی فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

4۔ ارکان نماز کی تعدیل، اعضائے بدن کا سکون اور جھکاؤ:

نماز کی حفاظت واقامت اُسی وقت ہوسکتی ہے جب اسے ادا کرتے وقت جسم پر ادب اور عجز ونیاز کی کیفیت چھائی ہوئی ہو۔ اگر نماز کو ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھا جائے، رکوع وسجود پورے سکون سے نہ کیے جائیں، نگاہوں میں ادب کا جھکاؤ اور جسم پر عاجزی کا سکوت طاری نہ ہو، تو وہ کسی بھی لحاظ سے ایسی نماز نہ ہوگی جس کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ اس کی اقامت کی گئی ہے۔

5۔ خشوع:

خشوع کا مطلب ہے ''اللہ تعالیٰ کے حضور باطن کا جھک پڑنا اور قلب کا بچھ جانا۔ ایک مثالی مومن کی نماز انتہائی عاجزی والی ہوتی ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کا خشوع اور تضرع اور چہرے پر مسکینیت کی کیفیت چھائی ہوئی ہوتی ہے۔

6۔ ترتیل اور تدبر قرآن:

نماز جن افعال کا مجموعہ ہے اُن میں سب سے اہم چیز قرآن مجید کی ٹھہر ٹھہر کر اس کے معنی پر غور وفکر کے ساتھ تلاوت ہے۔ خشوع کا تلاوتِ قرآن کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ دراصل قرأتِ قرآن ہی سے خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا وہ اہم شرائط ہیں جن کا پورا کیا جانا ہر حال میں ضروری ہے۔ اگر نماز ان میں سے کسی ایک شرط سے بھی خالی ہو تو یہ نماز کا ''قائم'' کیا جانا نہیں ہوگا اور نہ ہی ایسی نماز سے ان نتائج وثمرات کی توقع کی جاسکتی ہے جو اقامت صلوٰۃ کے ثمرات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نماز کو قائم کرنے اور اس کی محافظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین ❀❀❀

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق اور ناظم نشر واشاعت حلقہ جناب نعیم اختر عدنان کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0340-4657742

☆ حلقہ کراچی وسطی، ماڈل کالونی کے رفیق جناب محمد عظیم فاروقی کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-3583669

☆ حلقہ کراچی وسطی، سندھ بلوچ سوسائٹی کے نقیب جناب محمد ہاشم صاحب کی بڑی بہن وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-5176572

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے نقیب اسرہ جناب ریاض مغل کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6224436

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

ٹرمپ کے پہلے دورِ صدارت میں بھی اسرائیل کو مضبوط کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے اور دوسرے دورِ حکومت میں بھی اسرائیل کو مضبوط تر کرنے کی پالیسی جاری رہے گی: رضاء الحق

حق و باطل کے معرکوں میں نقصان کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ نصب العین کو دیکھا جاتا ہے اور حماس اپنے نصب العین میں کامیاب رہی ہے: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

''غزہ جنگ بندی: توقعات اور خدشات''

پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ نے امریکی صدر کا عہدہ سنبھالتے ہی 100 کے قریب ایگزیکٹو آرڈرز پر دستخط کیے ہیں۔ ان ایگزیکٹو آرڈرز کی کیا حقیقت ہے اور ان میں اسرائیل نوازی کے حوالے سے کیا کچھ ہے، جس سے اُمت مسلمہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: سب سے پہلے اُمت مسلمہ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹرمپ کی صورت میں ایک تحفہ دیا ہے۔ پہلی بار جب ٹرمپ صدر بنے تھے تو اس وقت بھی میں نے یہی کہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹرمپ سے پہلے جتنے بھی امریکی صدور یا دیگر سپر پاورز کے لیڈرز رہے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے وعدے اور تسلیاں کچھ کرتے تھے لیکن پس پردہ کچھ کرتے تھے۔ لیکن ان سب کے برعکس ٹرمپ نے کھلے الفاظ میں اُمت مسلمہ کو پیغام دے دیا کہ میں آپ کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہوں۔ کم از کم اس نے مسلمانوں کو دھوکے میں نہیں رکھا لہٰذا مسلمانوں کے لیے یہ اچھا ہے کہ وہ خوش فہمی میں مبتلا رہنے کی بجائے اپنے مفادات کا تحفظ خود کریں۔ ٹرمپ کے ایگزیکٹو آرڈرز امریکہ کی نئی جارحانہ پالیسی کا رُخ متعین کر چکے ہیں کہ اُس نے کن ممالک کے ساتھ کن میدانوں میں کیسے معاملات طے کرنے ہیں، کن کو اپنی چھتری تلے رکھنا ہے اور کن کو اپنی چھتری سے محروم کرنا ہے۔ ان آرڈرز کے مطابق اب پالیسی بنتی رہے گی، لابنگ ہوتی رہے گی، رائے عامہ کو ہموار کیا جاتا رہے گا۔ مسلمانوں کے خلاف اس کے عزائم واضح ہیں۔ صرف ایک بات جو اُس نے ٹرانسجینڈ ز کے متعلق کہی ہے وہ بظاہر مسلمانوں کے حق میں جاتی ہے۔ جہاں تک اسرائیل نوازی کا تعلق ہے تو اپنے پہلے دور میں بھی ٹرمپ نے کھل کر اسرائیلی مفادات کا تحفظ کیا تھا۔ اسی نے بیت المقدس کو دارالحکومت تسلیم کیا اور اب اس پالیسی میں مزید آگے بڑھے گا۔ اس نے ''سب سے پہلے امریکہ'' کی اپنی سابق پالیسی کو جاری رکھتے ہوئے امیگریشن پالیسی کو سخت کیا ہے، درآمدات پر ٹیکسز بہت زیادہ بڑھائے ہیں۔ حلف برداری کی تقریب میں بھی ٹرمپ کے ساتھ سیاستدان اور علماء نہیں کھڑے تھے بلکہ کارپوریٹ طبقہ کے نمائندے کھڑے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب امریکہ پر کارپوریٹ طبقہ کی حکومت ہوگی اور پالیسی سازی میں ٹرمپ کے ساتھ ایلن مسک، مارک ذکر برگ، جیف بیزوس جیسے لوگ شامل ہوں گے۔ وہ کارپوریٹ طبقہ جو زر کے تیز بہاؤ کے لیے جنگیں

مرتب: محمد رفیق چودھری

کرواتا ہے، تیل کے ذخائر کو آگ لگاتا ہے، شارٹیج پیدا کرتا ہے، پھر دوبارہ اجازت دیتا ہے کہ تم بیچو تا کہ قیمتوں کو کنٹرول میں رکھا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب دنیا میں امن محض ایک خواب بن کر رہ جائے گا۔

سوال: آج تک ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ جب کوئی امریکی صدر منتخب ہوتا ہے تو اپنی تقریر میں کھل کر اسرائیل کی مدد اور پشت پناہی کا اعلان کرتا ہے لیکن ٹرمپ نے اس مرتبہ ایسا کوئی اظہار نہیں کیا۔ حالانکہ ٹرمپ کا یہ آخری دور ہے، اس سے کیا سمجھا جائے کہ ٹرمپ کی پالیسیاں اسرائیل نواز نہیں ہوں گی؟

رضاء الحق: اگرچہ ٹرمپ نے واضح طور پر اسرائیل کی تائید نہیں کی لیکن اس کی کابینہ میں زیادہ تر وہی لوگ شامل ہیں جو شروع دن سے اسرائیل نواز ہیں۔ جیسا کہ ملا کو روبیو جس کو اس نے اپنا سیکرٹری آف سٹیٹ چنا ہے، جیمز وانس کو نائب صدر بنایا گیا ہے، انتھنی بلنکن کو بھی کابینہ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ سب وہی لوگ ہیں جنہوں نے ٹرمپ کے پہلے دور میں اسرائیلی دارالحکومت تل ابیب سے یروشلم منتقل کرنے میں کردار ادا کیا، اسی دور میں ابراہم اکارڈز کا شوشہ چھوڑا گیا جس کے نتیجے میں متحدہ عرب امارات، بحرین، عمان، مراکش، سوڈان، ایتھوپیا سمیت کئی ممالک کو اسرائیل تسلیم کرنے پر مجبور کیا گیا۔ ایتھوپیا سے وعدہ کیا گیا کہ اس کے مصر کے ساتھ نیل ڈیم کے حوالے سے تنازعہ کو حل کیا جائے گا لیکن تنازعہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ پھر ٹرمپ کے پہلے دور میں ہی اسرائیل میں جیوش نیشن سٹیٹ لاء پاس کیا گیا جس کے مطابق اسرائیل کے اصل شہری یہودی ہوں گے اور باقی سب درجہ دوم کے شہری ہوں گے اور اگر فلسطینیوں کو خود مختاری دی گئی تو وہ محدود ہوگی اور انہیں اسلحہ رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ٹرمپ کے پہلے دورِ حکومت میں بھی اسرائیل کو مضبوط کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے اور دوسرے دورِ حکومت میں بھی اسرائیل کو مضبوط تر کرنے کی کوشش جاری رہے گی۔ جیسا کہ ٹرمپ نے حلف اٹھانے سے پہلے ہی بیان دے دیا تھا کہ ''اگر حماس نے اسرائیلی قیدیوں کو نہ چھوڑا تو اس پر جہنم برسا دیں گے۔'' اس وقت حماس کی اسرائیل کے ساتھ جو ڈیل ہوئی ہے اس میں اہم ترین کردار ٹرمپ کا ہے۔ بہر حال یہود و نصاریٰ کے جتنے بھی منصوبے ہیں وہ ان پر آگے بڑھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اپنی جگہ ہے۔ اسرائیل کا دعویٰ تھا کہ وہ حماس کا صفایا کر دے گا مگر اب تک کی صورتحال سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مجاہدین کا صفایا کرنا اسرائیل کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اسرائیل اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی اپنے قیدی حماس کی قید سے نہیں چھڑا سکا اور بالآخر معاہدہ کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کے بہت سے اعلیٰ عہدیدار بھی اس

ڈیل سے ناخوش ہیں۔ ان کے وزیر برائے قومی سلامتی اور آرمی چیف سمیت کئی لوگوں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

سوال: ٹرمپ نے ٹرانسجینڈرز کے حوالے سے جو ایگزیکٹو آرڈر پاس کیا ہے کیا LGBTQ کمیونٹی اس کے خلاف کھڑی نہیں ہوگی اور مغرب اس بیان کو کیسے لے گا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: یہ آسمانی مذاہب بمقابلہ شیطانی مذہب والا معاملہ ہے۔ LGBTQ کی آڑ میں شیطانی مذہب کو آسمانی مذاہب کے مقابلے میں لاگو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا سب سے پہلے روسی صدر پیوٹن نے اس کے خلاف سٹینڈ لیا۔ چونکہ پیوٹن کا مغرب میں اتنا اثر رسوخ نہیں ہے، اس وجہ سے اس کی رائے کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی تھی۔ لیکن اب ٹرمپ نے بھی اس پر سٹینڈ لیا ہے تو اس کا مطلب ہے دنیا کو لیڈ کرنے والی دو بڑی طاقتیں اس معاملے پر اتفاق کر چکی ہیں کہ LGBTQ کے شیطانی ایجنڈے کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ سب سے بڑھ کر یہ اُن نام نہاد مسلمان حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے معاشروں میں یہ گندگی پھیلانے کی اجازت دے رہے تھے۔ ٹرمپ کے بیان پر یہ شیطانی ایجنڈا نافذ کرنے والوں کو تکلیف تو ہوگی لیکن جیسا کہ کمیونسٹ ورلڈ کو لیڈ کرنے والا پیوٹن اور مغرب کو لیڈ کرنے والا ٹرمپ اس معاملے پر متفق ہو چکے ہیں اور مسلم ورلڈ بھی ٹرانسجینڈر کے خلاف ان کا اتحادی بن جائے تو آئندہ چند سالوں میں اس شیطانی ایجنڈے کو ہم دبتا ہوا دیکھیں گے۔

سوال: ٹرانسجینڈر جیسی خباثت کو پروموٹ کرنے والے بھی بہت ہیں، ممکن ہے وہ اس فیصلے کے خلاف کھڑے ہوں اور ان کے سپورٹرز بھی اُن کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو کہیں یہ فیصلہ واپس تو نہیں لے لیا جائے گا؟

رضاء الحق: LGBTQ اگرچہ بہت قلیل تعداد میں ہیں لیکن ان کی آواز دنیا میں اُبھر اس لیے رہی تھی کہ ان کو بڑے بڑے پلیٹ فارمز ملے ہوئے تھے جیسا کہ CNN اور MSNBC وغیرہ۔ لیکن اس کے مقابلے میں FOX نیوز اور NPR جیسے چینلز پر ان کی مخالفت بھی کی جاتی تھی۔ اب جبکہ ڈونلڈ ٹرمپ نے بھی اس کی مخالفت کر دی ہے اور پیوٹن نے پہلے ہی اس کی مخالفت کی ہوئی ہے، اس لیے اس شیطانی ایجنڈے کو اب روک لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ کچھ عرصہ قبل تک پاکستان میں عورت مارچ کا بڑا چرچا تھا لیکن اب یہ معاملہ دب گیا ہے۔ مسلم ورلڈ کے لیے یہ انتہائی خوش آئند بات ہے۔

سوال: پاکستان میں بھی ٹرانسجینڈر ایکٹ پاس ہوا اور اس کے نتیجہ میں کئی لوگ مرد سے عورت بن کر اور عورت سے مرد بن کر اپنی جنسی شناخت نادرا میں تبدیل کروا چکے ہیں جو کہ بحیثیت مسلمان ہماری بیوروکریسی، حکمرانوں اور اراکین پارلیمنٹ کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کیا اب ان لوگوں کو بھی کوئی شرم آئے گی، قانون میں کوئی ترمیم ہوگی؟

رضاء الحق: پاکستان میں 2017ء میں چار خواتین سینیٹرز نے یہ قانون متعارف کروایا تھا۔ چونکہ ہماری پارلیمنٹ ایسی نہیں ہے کہ اس میں کسی بل پر تحقیق اور بحث کی جائے بلکہ یہاں پارٹی پالیسی اور قیادت کے فیصلوں کے مطابق بل پاس ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا 2018ء میں یہاں اس گندگی کو پارلیمنٹ کے ذریعے مسلط کیا گیا۔ بعد

> **+LGBTQ کی آڑ میں شیطانی مذہب کو آسمانی مذاہب کے مقابلے میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔**

میں کچھ علماء اور یوٹیوبرز نے اس معاملہ کو اُٹھایا کہ خواجہ سراؤں (خنثیٰ) کے حقوق کی آڑ میں دراصل یہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد ڈکلیئر کرنے کا شیطانی ایجنڈا ہے۔ پھر وفاقی شرعی عدالت میں اس بل کو چیلنج کیا گیا اور فیصلہ بھی آیا کہ اس قانون کی بعض شقیں اسلام اور شریعت کے خلاف ہیں ان میں ترمیم کر کے خنثیٰ کے حقوق تک ہی معاملے کو رکھا جائے لیکن بدقسمتی سے وفاقی شرعی عدالت کے ساتھ یہ امتیازی سلوک ہے کہ اس کے فیصلے کے خلاف اگر کوئی سپریم کورٹ میں اپیل کر دے تو Stay ہو جاتا ہے اور معاملہ لٹک جاتا ہے۔ تاہم سپریم کورٹ کا شریعت اپیلٹ بنچ اب بھی موجود ہے، اُسے چاہیے کہ اس معاملے کو جلد از جلد اسلامی تعلیمات کے مطابق نمٹائے۔

سوال: ٹرمپ نے چین کے حوالے سے بھی کچھ تحفظات کا اظہار کیا ہے اور پانامہ کے حوالے سے بھی کچھ توسیع پسندانہ عزائم کا اظہار کیا ہے۔ مستقبل میں آپ کیا نتائج دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ٹرمپ نے کہا ہے کہ اب جنگوں کے میدان بدل جائیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب عسکری جنگ نہیں لڑی جائے گی بلکہ معاشی میدان میں، وارفیئر کے میدان میں، ٹیکنالوجی اور انفارمیشن کے میدان میں جنگ جاری رہے گی۔ آپ دیکھ لیں ہواوے کمپنی کے ساتھ کیا ہوا؟ یہ جنگ کے مختلف پہلو ہیں۔ اسی طرح یہ درآمدات پر ٹیکسز بڑھائیں گے، چین کی مصنوعات پر پابندی لگائیں گے۔

سوال: اسرائیل اور حماس کے درمیان جو حالیہ معاہدہ ہوا ہے اس پر ٹرمپ نے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ معاہدہ صرف اسرائیلی قیدی چھڑانے کے لیے کیا گیا ہو اور اس کے بعد اس کو ختم کر دیا جائے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: یہود کی تاریخ سے عیاں ہے کہ اُنہوں نے ہمیشہ دھوکہ ہی دیا ہے۔ انہوں نے پیغمبروں سے جو وعدے کیے اُن سے مکر گئے، یہاں تک کہ اللہ سے کیا ہوا عہد بار بار توڑا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ حماس سے کیا ہوا معاہدہ پورا کریں۔ یہ جنگ بندی عارضی جنگ بندی ہے۔ اس وقت امت مسلمہ پر لازم ہے وہ دو باتوں کو سمجھے۔ (1)۔ یہ جنگ 7 اکتوبر 2023ء سے شروع نہیں ہوئی بلکہ 1917ء سے شروع ہے جب بالفور ڈکلیریشن پاس ہوا تھا۔ اس کے بعد یہود لڑتے رہے مگر ہم نے چشم پوشی اختیار کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسرائیل نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں۔ لہٰذا اب چشم پوشی اختیار کرنے کی بجائے اس عارضی جنگ بندی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اہل غزہ کو مضبوط کریں۔ (2)۔ زیادہ سے زیادہ سفارتی محاذوں پر بھی یہ جنگ لڑیں۔ اہل غزہ صرف اپنی جنگ نہیں لڑ رہے بلکہ پوری اُمت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں ان سے سیکھنا چاہیے اور اپنی نسلوں کو بھی ایسی ہی تربیت دینی چاہیے جیسی غزہ کے بچوں کی تربیت ہو رہی ہے تاکہ کل وہ سچے مسلمان اور مجاہد بن سکیں۔

رضاء الحق: اس وقت جو جنگ بندی ہوئی ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسرائیلی اپنے عزائم سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔ گریٹر اسرائیل کا قیام ان کا دیرینہ منصوبہ ہے۔ انہوں نے اپنی پارلیمنٹ کے ماتھے پر لکھا ہوا ہے: ''اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک۔'' صہیونیت تو محض ایک دکھاوا ہے جبکہ اس کے پیچھے ان کی ایک مذہبی سوچ ہے اور اسی کے مطابق وہ کٹر یہودی ریاست قائم کر رہے ہیں اور اپنا ارادہ بار بار نقشوں کے ذریعے اور بیانات کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔ سوویت یونین سمیت تمام عالمی طاقتیں ان سے تعاون کرتی رہی ہیں جبکہ حماس ان کے عزائم میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہے۔ باقی امت مسلمہ کو بھی چاہیے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے متحد ہو جائے۔ OIC کے چارٹر میں لکھا ہوا ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی، سفارتی اور عسکری مدد کی جائے گی۔

سوال: اسرائیل کے ساتھ حماس کا جو معاہدہ ہوا ہے اس سے حماس کو کوئی فائدہ ہوگا یا یہ بھی اسرائیل کی کوئی چال ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: میری تحقیق کے مطابق یہ امن معاہدہ نہیں بلکہ اسرائیل کے لیے سرنڈر پیکٹ ہے۔ ہم بھلے اس کو امن معاہدہ کہہ لیں جیسا کہ افغانستان سے جب امریکہ نکلا تھا تو اس کو بھی ہم امن معاہدہ کہتے تھے حالانکہ وہ امریکہ کی شکست تھی۔ یہ فیس سیونگ کے لیے امن معاہدے کا نام دیا جاتا ہے۔ میری ڈاکٹر خالد قدومی سے بات ہوئی۔ اُنہوں نے بتایا کہ 7 اکتوبر کو اڑھائی گھنٹے تک اسرائیل کوئی مزاحمت نہیں کر سکا کیونکہ حماس نے اُن کے چین آف کمانڈ پر قبضہ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے آرڈرز نہیں جاسکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اسرائیلی فوج کے کئی اہم کمانڈوز بھی حماس کے ہاتھوں قیدی بنے۔ حقیقت میں حماس نے اسرائیل کی عسکری طاقت کو چیلنج کر دیا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ اسرائیل نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ قیدیوں کو بزور طاقت آزاد کروائے گا مگر نہیں کروا سکا۔ دعویٰ تھا کہ حماس کا بالکل خاتمہ کر دیں گے، ان کی پارلیمنٹ کے اخبارات میں سرخیاں آنے لگیں کہ حماس ایک نظریہ کا نام ہے جو فلسطینیوں کے خون میں شامل ہے لہٰذا ان کے بچوں کو بھی مار دو، سب کو ختم کر دو۔ لیکن وہ اب تک حماس سے جنگ نہیں جیت سکے۔ پھر انہوں نے کہا کہ غزہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور وہاں ملٹری کے اڈے قائم ہوں گے مگر یہ بھی نہیں ہو سکا۔ پھر کہا کہ غزہ کو اسلحہ سے پاک کر دیں گے مگر وہ بھی نہیں ہوا۔ ان کی یہ بھی کوشش تھی کہ اہل غزہ کو اتنا مجبور کیا جائے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں گے مگر اب تک ایک بھی ہدف پورا نہیں ہوا۔ جبکہ حماس نے مسلمان قیدیوں کی رہائی سمیت اپنے اہداف پورے کیے۔

رضاء الحق: 2011ء میں صرف ایک اسرائیلی کے بدلے میں 1137 فلسطینیوں کو رہا کروایا گیا جن میں یحییٰ السنوار بھی شامل تھے۔ اب بھی درجنوں یحییٰ السنوار رہا ہوئے ہوں گے۔ ان شاء اللہ

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: رہا ہونے والے فلسطینی قیدیوں میں سے ایک کا بیان تھا کہ اسرائیلی عدالت میں اس کے خلاف 4 اسرائیلیوں کے قتل کا مقدمہ تھا لیکن اس نے عدالت کو بتایا کہ اس نے 4 نہیں بلکہ 10 اسرائیلی فوجیوں کو چھری سے ذبح کیا ہے اور 7 کو گولیاں مار کر جہنم واصل کیا ہے۔ اسرائیل اگر ایسے قیدیوں کی رہائی پر بھی مجبور ہوا ہے تو یہ اُس کی شرمناک شکست ہے۔ وہ اسرائیل جو خود کو AI کا God کہتا تھا اور آئرن ڈوم کو ناقابل شکست کہتا تھا مگر حماس نے اس کی طاقت کے سارے بت پاش پاش کر دیئے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ مسئلہ فلسطین جو ہمارے منبر ومحراب سے بھی بھلا دیا گیا تھا، سکولوں کی کتابوں سے بھی نکل چکا تھا۔ پوری اُمت مسلمہ فلسطین کو بھلا چکی تھی مگر آج دنیا بھر میں بچہ بچہ اہل غزہ کے لیے آواز اُٹھا رہا ہے۔ لہٰذا ہر لحاظ سے حماس کو فتح ملی ہے۔ معاہدہ ان شرائط پر ہوا ہے جن شرائط پر حماس چاہتی تھی۔ جس طرح امریکہ کو افغانستان میں شکست ہوئی تھی اسی طرح نیتن یاہو کا غرور بھی خاک میں مل گیا ہے۔ اُمت مسلمہ کو جان لینا چاہیے کہ حق وباطل کے معرکوں میں نقصان کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ نصب العین کو دیکھا جاتا ہے اور حماس اپنے نصب العین میں کامیاب رہی ہے۔

سوال: اس معاہدے اور عارضی جنگ بندی کے بعد کیا ہوگا، مستقبل کے خدشات اور توقعات کیا ہیں؟

رضاء الحق: مستقبل کے حوالے سے ہمارے لیے احادیث مبارکہ میں واضح راہنمائی موجود ہے۔ اس کے مطابق یہ دورِ فتن ہے۔ اس میں ایک معاملہ دبے گا تو دوسرا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوگا۔ احادیث میں ایک بڑی جنگ الملحمۃ العظمیٰ کا بھی ذکر ہے۔ اس جنگ میں اتنے بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہوں گی کہ اُڑتے ہوئے پرندے کو زمین پر اُترنے کے لیے جگہ نہیں ملے گی، ہر طرف لاشیں ہی لاشیں ہوں گی۔ حالات اسی طرف جا رہے ہیں۔ اسرائیل اپنے عزائم سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور یہ جنگ پھیلتی چلی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہودی دنیا میں بے نقاب ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی پکاریں گے کہ اے مسلمانو! یہودی ہمارے پیچھے چھپا ہے اس کو قتل کر دو (سوائے غرقد کے درخت کے)۔

سوال: حماس کو مسلم ممالک کی جانب سے اگرچہ کوئی عسکری مدد تو نہیں ملی لیکن مسلم عوام کی جانب سے اخلاقی مدد بھی ملی ہے اور کسی حد تک مالی مدد کی اجازت بھی مسلم ممالک میں تھی۔ پاکستان میں فلسطین کے نمائندے کی حیثیت سے ڈاکٹر خالد قدومی مہم چلاتے رہے ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ نے بھی بڑا اچھا بیان دیا۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اگر مسلم ممالک کے حکمران اتنا بھی نہ کرتے تو ان کی جڑیں عوام میں ختم ہو جاتیں۔ مستقبل کے حوالے سے خدشہ یہ بھی ہے کہ جو جنگ 50 ہزار شہداء کے بدلے حماس نے جیتی ہے وہ ہم لوگ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر کہیں ہار نہ جائیں۔ ماضی میں بھی ایسا کئی مرتبہ ہوا ہے لہٰذا سفارتی سطح پر چاہے حماس ہو یا پاکستان اسے بہت ہوشیاری کے ساتھ امت مسلمہ کے مفادات کی جنگ لڑنا ہوگی۔

سوال: اس عارضی جنگ بندی میں حماس کو کیا کرنا چاہیے اور باقی امت مسلمہ کو ایسا کیا کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اس سے مسلم امہ کو فائدہ پہنچ سکے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: حقیقت کی نظر میں دیکھا جائے تو اُمت مسلمہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ حماس کو کوئی مشورہ دے سکے بلکہ حماس اس پوزیشن میں ہے کہ وہ امت کو رہنمائی دے۔ اُمت کے لیے غیرت، حمیت، استقامت، جذبہ جہاد اور تقویٰ کا درس وہاں سے آنا چاہیے۔

رضاء الحق: یہ جنگ مسجد اقصیٰ کی حرمت کی جنگ ہے۔ مسجد اقصیٰ کی تولیت مسلمان کا حق ہے۔ دلائل قرآن کی روشنی میں مسلمانوں کے پاس موجود ہیں۔ فلسطین سے محبت ہمارے ڈی این اے میں شامل ہے۔ تاہم ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس طرح اہل غزہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ جو بھی امداد ان کے لیے جائے گی وہ اسرائیل سے ہو کر جائے گی، اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے طاقتور مسلم ممالک کو مل کر لائحہ عمل بنانا چاہیے کیونکہ جنگ طویل ہے۔ دوسرا یہ کہ ہم نے یہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، اگر یہاں اسلام نافذ ہوگا تو اس کا فائدہ پورے عالم اسلام کو بھی ہوگا اور مسلمانوں کی طاقت بڑھے گی۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ عالمی میڈیا اس جنگ میں اسرائیل کا پارٹنر ہے۔ اگر ہم اس کی خبروں پر یقین کریں گے تو ہم اسرائیل کے جال میں پھنس جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں اپنے ذرائع ابلاغ کو اس قابل بنانا ہے کہ حقیقی صورتحال سے آگاہ رہیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ ڈاکٹر عارف صدیقی: معروف دانشور اور موٹیویشنل سپیکر

2۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع وبصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

بھرم بلندی کا......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

غزہ میں جنگ بندی پر دنیا بھر میں جشن منائے گئے۔ بے ساختہ! ولولہ انگیز، حقیقی خوشی کے خوبصورت مظاہر۔ لندن، امریکہ تا پوری عرب دنیا۔ سراجیو، بوسنیا ہرزوگونیا! ہر زندہ، باشعور انسان، نعرے، دعائیں محبت نچھاور کرتا، کئی کئی شہروں میں مراکش، تیونس میں بھی خوشی سے پھٹ پڑے۔ تیونس میں یحیٰی سنوار صوفے پر بیٹھے کا عکس، فلسطینی جھنڈے اور مبارک باد نچھاور۔ شام، اردن، بیروت! شام میں دمشق، حلب، حمص، ادلب میں بھرپور خوشی۔ امیہ مسجد اور امیہ اسکوائر میں اذانیں گونجیں۔ دمشق پکار اُٹھا۔ 'یا اقصیٰ! ہماری جانیں تم پر قربان! لبنان میں فلسطین، حماس کے جھنڈے۔ اردن بھی جشن مناتا رہا۔ یاد رہے کہ احادیث میں سرزمین شام دراصل خلافتِ بنوامیہ، خلافتِ عثمانیہ اور صلاح الدین ایوبیؒ کا شام ہے جو فلسطین، اردن، شام اور لبنان پر مشتمل ہے۔ جس کی ہیئت بدلنے کو فرانس اور برطانیہ نے بلادِ الشام کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے پر اپنے چنیدہ، بے دین حکمران یقینی بنائے۔ لبنان میں آبادی کی ہیئت بدل کر اس کے آئین میں صدر کا عیسائی ہونا ثبت کیا۔ قضیہ سارا فلسطین کی جگہ اسرائیل کے خنجر کا مسلم سرزمین پر گھونپا جانا اور آمدِ دجال کی احادیث میں اسلام کو شکست دینے کی نہایت دوررس پلاننگ تھی۔ ایک ان کی پلاننگ تھی، ایک اللہ کی! ان کی چالیں؟ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ... (فاطر: 10) کفر کی پلاننگ اور چالیں بالآخر تباہ ہو جانے والی ہوتی ہیں۔ اسرائیل تا امریکہ!

اُمت ایک ہے یک زبان۔ سبھی حکمران، بچشم سر دیکھ لیں۔ ہر طرف مظلوم محبوب فلسطینی، مسلم عوام کی آنکھ کے تارے، دلوں میں بستے، دعاؤں میں رہتے سکینت استقامت پاتے ہیں۔ فلسطینی؟

وہ عکس بن کے مری چشمِ تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے!

یہ پوری قوم صرف بحرِ روم کے کنارے نہیں رہتی، پونے دو ارب میں سے ہر چشمِ بینا کے ان اشکوں میں رہتی ہے جو ان کے غموں پر برستے ہیں! دنیا کی عجیب قوم! امت کا مان! کفار کے دلوں کو بھی پگھلا ڈالنے والی۔ ان کا تعارف سنیے (حقیقی مسلمان کا!) امریکی قدامت پرست یہودی ربی (فقیہ، عالم) بہت بوڑھا زیرک اتھارٹی مانا جاتا ہے، پٹزاک پریبووچ کہتا ہے: ''مسلمان ہمارا وہ دشمن ہے جس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اس کے پاس روحانی طاقت ہے، یہ اولادِ ابراہیمؑ ہے، نماز پڑھتے ہیں، شادی کرتے، حیا کرتے ہیں۔ (پارٹنرشپ، LGBTQ نہیں!) جو اپنے مقصد کے لیے مرنے پر تیار ہوں ایسوں کو روکنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ جنھیں موت کا خوف نہیں انھیں روایتی فوجی طریقوں سے ہرانا ممکن نہیں۔ انہیں ختم کرنے کے لیے ہمیں روحانی طریقہ چاہیے۔ روحِ محمدؐ ان کے بدن سے نکال دو، اور ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو'' اقبال نے تو ابلیسی مشورے فاش کیے تھے جنھیں پاکستانی نصابوں اور جوانوں پر استعمال کیا جا رہا ہے! بر روئے زمین فلسطینی کردار کا معجزہ مبہوت کن ہے۔

غزہ کا چپہ چپہ حماس اور یرغمالیوں کی تلاش میں اسرائیل نے بمباریاں کرتے، ٹینک دوڑاتے، اس بہانے سارے ہسپتال اجاڑتے، چھان مارا۔ نہ حماسی ملے نہ یرغمالی۔ ان کے سٹیلائیٹ، مصنوعی ذہانت (AI) دعوے دار تھے زمین پر رینگتی چیونٹی ڈھونڈ نکالنے کے۔ کسی سرنگ کی خبر، ہوا تک نہ لگی۔ خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں! وہ کتنے بے خبر، اندھے، احمق نکلے! ادھر جنگ بندی نافذ ہوئی اُدھر چمکتے چاند جیسے چہرے لیے امت کے محبوب جوان حماسی بیٹے، اجلی وردیاں، چاق و چوبند آ گئے۔ غزہ میں پوری آبادی پر میونسپلٹی، پولیس، انتظامیہ اپنی ذمہ داریاں (عوام کو سکھ پہنچانے، مدد دینے) نبھانے نکل کھڑے ہوئے۔ دوسری طرف ریڈ کراس کو پورے اہتمام سے قیدی خواتین حوالے کیں۔ ریڈ کراس نے راستے میں اپنے ڈاکٹروں سے ان کا طبی معائنہ کروایا۔ اسرائیل کے حوالے کرتے ہوئے بتایا کہ 'یہ سب بہترین صحت تندرستی میں ہیں۔' مجاہدین سنتِ نبویؐ کے رکھوالے ہیں جو صرف روزمرہ انفرادی معمولات تک محدود نہیں ہے۔ اسلام دنیا پر حکمرانی کے لیے آیا ہے سو قوانین صلح و جنگ، معاہدات، قیدیوں کے لیے ہدایات بھی سنت کا حصہ ہیں۔ اسرائیل اور بشار الاسد (انہی کے تابع مسلمان) کے زنداں خانوں سے نکلنے والے ظلم وتشدد، فاقہ زدگان یا لاشیں دیکھ لیجیے تو حقیقت کھل جاتی ہے۔ شامی صیدنیا جیل ہو، اسرائیل کی بدنام جیلیں یا دیگر! کہانی المناک، شرمناک ہے ان کی۔

مسجد اقصیٰ کے محافظین، شام تا فلسطین ہیں احادیث کی رو سے۔ اسد کی جیل سے رہا ہونے والا قیدی کہتا ہے: یہ ادائیگی ہم امت کی طرف سے کر رہے ہیں انسانی وقار کی خاطر۔ میں کئی سال اقصیٰ کی خاطر قید میں رہا۔ پیٹا گیا۔ اقصیٰ بہت قیمتی ہے، دمشق قیمتی ہے بابرکت سرزمین ہے یہ پوری۔ (بَارَكْنَا حَوْلَهُ) اگر اللہ مجھ سے وہ صرف ایک سانس قبول کر لے جو میں نے اسد جیل میں لیا ان 6 سالوں میں، تو اللہ کا وعدہ مغفرت کا ہے۔ جنت کا ہے!' ان نوجوانوں کا مقابلہ کون کر سکتا ہے! کفر یہ جانتا ہے لہٰذا ہر ملک میں ایسے نوجوان جیلوں میں رکھے جاتے ہیں اور باقی ناچتے گاتے بجاتے کھیلتے ہیں! اسلام آباد کے سرکاری سکول LGBTQ کے جھنڈے اور شعار 'قوس قزح' (Rainbow) رنگوں میں پینٹ کرنے کا حکم آیا ہے۔ (فلسطین، شام کے جھنڈے نہیں!) والدین آنکھیں بند کیے دم سادھے بیٹھے ہیں۔ بچے اساتذہ سے 10 سال کی عمر میں جو بے باک سوالات اور تبصرے کرنے لگ گئے ہیں، ہوش اڑا دینے والے ہیں، تحریر میں لانا ممکن نہیں!

سرزمین شام (بشمول فلسطین) بارے حدیث دیکھیے۔ 'ملکِ شام کے لیے خوشخبری ہے ملکِ شام کے لیے خوشخبری ہے' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پوچھا: شام کی کیا خصوصیت ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'ملکِ شام پر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔' (مسند احمد و ترمذی) صرف دنیا پرست تو ملبے اور کھنڈر دیکھ کر کہے گا۔ فرشتوں نے دونوں جگہ گھر بار، مسلمان تو نہ بچائے! قطرہ برابر یہ زندگی، سمندر برابر لامتناہی آخرت ہے۔ (بمطابق صحیح مسلم) اس کی بابت اہلِ غزہ کا عمل، صبر و ثبات گواہ ہے۔ کیا بیچا کیا خریدا؟

شاندار تجارت، زندگی اسباب و اموال خاندان بیچ کر حیاتِ جاوداں (مکمل پیکج۔ امریکی شہریت سے عظیم تر) خرید لی۔ البتہ سر کی آنکھوں سے ہم نے فرشتے سرنگوں کے تحفظ پر مامور دیکھ لیے! امریکہ یورپ نے سارا اسلحہ ساری ٹیکنالوجی اسرائیل کی دسترس میں سوا سال دیے رکھی۔ اسرائیل کو فوجی، پائلٹ فراہم کیے۔ مخبر تلاش کر مارے۔ کوئی سراغ نہ ملا۔ کمانڈر یحیٰی سنوارؒ ان کی بدحال خوفزدہ سپاہ کے بیچوں بیچ گھومتا رہا۔ اب مناظر ایک طرف فرار پر کمربستہ اسرائیلی روتے دھوتے فوجیوں کے ہیں۔ ذہنی مریض، معذور، دوسری طرف ابوعبیدہ حفظہ اللہ پوری آب و تاب اور فاتحانہ شان سے شیروں کی مخفی کچھار سے نکل کر اپنی قوم سے محبت بھرے شیریں لہجے اور کفر کے لیے لوہے کے چنے! جنگ بندی کی اصل وجہ اسرائیلی فوج کا شکستہ ترین مورال، معاشی تباہی، ٹوٹی کمر، ناقابلِ تسخیر غزہ، دنیا بھر سے لعنت ملامت ہے۔ ادھر امریکہ میں اس

لشکرِ دجال کے ’نوسیز فائر‘ عدم جنگ بندی کے نعروں پر کیلی فورنیا کے سارے فائر الارم بج اٹھے۔ تاریخ انسانی کی ہولناک ترین آگ نے بہ زبانِ حال کہہ دیا کہ پھر یہاں بھی ’نو سیز فائر‘۔ غیر معمولی طور پر آگ بجھنے کے آثار ختم۔ ایک آگ کا ریلہ ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا۔ اللہ کی خدائی کبریائی، اندھوں کو بھی نظر آ گئی۔ شام اور غزہ میں صبر و ثبات کا یہ عالم کہ روشن سکینت بھرے چہرے لیے ٹینٹ اٹھائے بلا اموال و اسباب اپنے تہہ در تہہ کھنڈر علاقوں میں جانے کو تیار پُرعزم، بلا امداد بھی مطمئن! دوسری طرف امریکہ کا خوابناک شہر ’فرشتوں کا شہر‘ (لاس اینجلس) موت کے، عذاب کے فرشتوں کا شہر بن گیا۔ گلیمر بھری آبادی کا پیچھا اتنا خوفناک ہوا اور آگ نے کیا کہ رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ غزہ، شام، افغانستان کی جنگی اصطلاح اب وہاں مستعمل ہے۔ ’Scorched Earth‘ (زمین جلا جھلسا دینا کھیتوں سمیت۔ کوئی چیز دشمن کے کام نہ آ سکے۔ قبضے کی اصطلاح ہے یہ بذریعہ بمباریاں۔) اب امریکی وہاں جا بجا یہی کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ شاندار صفر ہو گیا۔ مضبوط ’سیف‘ جس میں زیورات، پیسہ رکھا۔ خود بھی پگھل کر سیاہ، ابھی کچھ سیاہ مقدر میں سیاہیاں دے گیا۔ امریکی مرجھایا پھٹا جلا جھنڈا سر اوندھائے کھڑا تھا۔ سرسبز آبادیوں کی جگہ جلے گرے درخت۔ جنگ بندی کرنی پڑی! ہمارے مسلمان اسے عذاب قرار دینے پر بدمزہ جبکہ بھگتنے والے گورے سرتاپا ہل گئے اور قبول کر رہے ہیں قہرِ خداوندی اور غزہ پر ظلم کا بدلہ۔ امریکی بگڑا ہوا بولا کہ سارا پیسہ غزہ تباہ کرنے پر لگا دیا، یہاں آگ بجھانے کو پانی تک نہ تھا! غزہ کے 5 علاقے تباہ کیے وہاں 5 مقامات آگ نے پکڑ لیے!

ہوا نے توڑ دیا بھرم بلندی کا
کمر جھکی (جلی) ہے درختوں کی میں نے دیکھا ہے

دوسری جانب منجمد واشنگٹن میں کٹر صہیونی نواز ٹرمپ کی آمد! مسلمانوں کے لیے آزمائشوں کا نیا دور! ❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی گلشن جمال کے رفیق جناب شیخ محمد حبیب کے چھوٹے بھائی آپریشن کے بعد وینٹیلیٹر پر ہیں۔
برائے بیمار پرسی: 0333-3538472
اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 22 جنوری 2025ء)

جمعرات 16 جنوری: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو ردِ قادیانیت پر کام کرنے والی معروف شخصیت متین خالد صاحب سے قرآن اکیڈمی، لاہور میں ملاقات کی۔ بعد ازاں نوائے وقت گروپ کے ہفت روزہ جریدہ ”ندائے ملت“ کے لیے انٹرویو ریکارڈ کرایا۔ رات کو سابق امیر تنظیم محترم عاکف سعید صاحب اور ان کے صاحبزادے کی عیادت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا۔

جمعۃ المبارک 17 جنوری: صبح شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں شعبہ نشر و اشاعت کے اجلاس کی صدارت کی۔ تقریر اور خطابِ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

پیر 20 جنوری: کراچی میں جمعہ کے نمازی اور دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کرنے والے دو احباب کی فیکٹری (M.N.Textile)، جہاں سود سے پاک مالی معاملات کا اہتمام ہے، جانا ہوا۔ دونوں احباب سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو اور ادارہ کے ذمہ داران سے تذکیری خطاب کیا۔ علاوہ ازیں ماہِ رمضان کے اجتماعات میں شرکت کی دعوت دی۔

بدھ 22 جنوری: پاکستان میرین اکیڈمی میں میرین انجینئرنگ کے طلبہ سے "Let us talk about Hidayat" کے موضوع پر خطاب کیا اور طلبہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ایک رفیق تنظیم کی خوش دامن صاحبہ کی نماز جنازہ میں شرکت اور اہلِ خانہ کے ساتھ تعزیت کے لیے جانا ہو۔ چند بزرگ رفقاء سے فون پر رابطہ ہوا۔

معمول کی سرگرمیاں: قائم مقام نائب امیر (ناظمِ اعلیٰ صاحب) سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتفقہ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال 5: ربا کی حرمت کی علت کیا ہے؟ اور قرآن وسُنّت اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کی رائے میں اس کے اخلاقی اور قانونی مضمرات کیا ہیں؟ کیا ”الحکم یدو ر مع العلۃ وجوبًا وعدمًا“ کے فقہی قاعدہ کا اطلاق ربا کے مسئلے پر بھی ہوسکتا ہے؟

جواب: کسی اصول کی علت کو اس کی حکمت کے ساتھ اُلجھانا نہیں چاہیے۔ درحقیقت علت ایک ایسی غیر مبہم اور غیر متغیر خاصیت ہے جس پر قانون کے اطلاق کا انحصار ہوتا ہے۔ علت کو ’اصل‘ کے ایک ایسے وصف کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو مستقل اور واضح ہے اور قانونِ شریعت سے خاص تعلق کا حامل ہے۔ یہ کوئی حقیقت‘ واقعہ یا مصلحت ہوسکتی ہے جسے مدنظر رکھتے ہوئے قانون دہندہ نے کوئی حکم جاری کیا ہو۔

حکمت سے مراد وہ بصیرت‘ دانش اور سببِ عقلی ہے جس کی بنیاد پر کوئی قانون ترتیب دیا جاتا ہے۔ حکمت کا مقصد فائدہ پہنچانا اور نقصان سے بچانا ہے‘ جس کے سبب اسے کسی قانون کی تشکیل کے حتمی مقصد کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ کسی قانون کے پس منظر میں کارفرما حکمت پوشیدہ اور غیر واضح ہوتی ہے یا پھر تغیر پذیر‘ اس لیے قانون سازی کے لیے علت کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو واضح‘ معین اور غیر متغیر صفات کی حامل ہے‘ جبکہ حکمت نہ تو مستقل ہوتی ہے اور نہ ہی حتمی طور پر اس کی تعین ممکن ہے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1007 دن گزر چکے!

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- فلسطینی پولیس کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ فلسطینی پولیس غزہ کے عوام کی جرأت واستقامت کو سلیوٹ پیش کرتی ہے جنہوں نے قابض اسرائیلی نسل کشی کی جنگ کا 471 دنوں تک ڈٹ کر مقابلہ کیا، جس میں ہزاروں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ ہم فلسطینی پولیس کے 1400 سے زائد شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، جن میں پولیس کے سربراہ میجر جنرل محمود صلاح شامل ہیں اور 1950 سے زائد زخمی اور 211 قیدی بھی شامل ہیں۔ قابض اسرائیلی فوج نے پولیس کے تمام دفاتر، وسائل اور گاڑیوں کو تباہ کر دیا۔ پولیس نے تمام مشکلات کے باوجود عوام کی خدمت کو جاری رکھا اور نظم وضبط کی بحالی میں اپنا کردار ادا کیا۔ ہم عالمی برادری سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسرائیل پر دباؤ ڈالے تاکہ پولیس کے ادارے کو مزید نقصان سے بچایا جاسکے اور جنگی تباہی سے نمٹنے کے لیے ضروری سامان فراہم کیا جاسکے۔
- ترجمان کتائب القسام ابوعبیدہ کے مطابق ہماری قوم پر صہیونی جارحیت کے خاتمے کے لیے جنگ بندی کے معاہدے تک پہنچنا طویل عرصے سے ہمارا مقصد تھا بلکہ یہ مقصد جارحیت کے آغاز سے ہی تھا۔ ہم اور تمام مزاحمتی دھڑے جنگ بندی کے معاہدہ پر مکمل طور پر عمل کرنے کا اعلان کرتے ہیں، مگر یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ یہ سب دشمن کے عمل پر منحصر ہے۔ ہم اپنے انصار اللہ اور حزب اللہ کے بھائیوں کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جنگ میں بھاری قیمتیں چکائیں۔ عراقی اور اُردنی بھائیوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں، جنہوں نے سرحدوں کو عبور کیا۔ ہمیں تمام مسلم ممالک کی طرف سے حمایت کے لاکھوں پیغامات مل رہے ہیں۔ ہم اپنے عوام کی شدید درد وتکالیف کو محسوس کرتے ہیں، جو عوام اور مقامات مقدسہ کی آزادی کی قیمت ہے۔
- فرینڈز آف فلسطین پاکستان نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ایسے تمام ذرائع اختیار کریں جن سے بچوں میں فلسطین سے آگاہی پیدا ہو اور ان کے دلوں میں قبلہ اوّل کی فضیلت و اہمیت راسخ ہو۔ بچوں کی تربیت اور ان کے شعور میں اضافہ کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ایسی کتب اور سرگرمیوں سے متعارف کروائیں جو ان کے دلوں میں قبلہ اوّل کے تحفظ کا جذبہ پیدا کریں۔
- حالیہ جنگ کے بعد جب قسامی مجاہدین، یعنی حماس کے بہادر سپاہی، غزہ واپس لوٹے تو اہل غزہ نے اُنہیں شاندار محبت اور والہانہ جذبات سے خوش آمدید کہا۔
- مغربی کنارے میں واقع جنین مہاجر کیمپ میں قابض اسرائیل نے وسیع آپریشن کا آغاز کر دیا۔ اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں 9 افراد شہید اور 13 زخمی ہو گئے ہیں۔ غزہ کی مزاحمتی تنظیم نے نفیر عام کا اعلان کر دیا ہے جبکہ فلسطینی اتھارٹی کی فورسز نے اسرائیلی فورسز کے ساتھ جھڑپوں سے کنارہ کشی کی خاطر علاقہ خالی کر دیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل: فوجی سربراہ مستعفی:** اسرائیلی فوج کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ہیرزی ہیلوی نے غزہ میں جنگ بندی نافذ ہونے کے چند روز بعد اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ وہ 7 اکتوبر 2023ء کو فوج کی ناکامی کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور 6 مارچ کو ذمہ داریوں اور فوج کی قیادت کے منصب سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ اسرائیلی وزیر برائے قومی سلامتی اتمار بن غفیر نے بھی استعفیٰ دے دیا ہے۔
- **غزہ: عمارتوں کے ملبے تلے شہداء کی لاشیں اُٹھانے کا کام شروع:** فلسطینی محکمہ شہری دفاع کے ترجمان محمود بصل کا کہنا ہے کہ خدشہ ہے کہ غزہ میں بمباری سے شہید ہونے والے 10 ہزار سے زائد فلسطینی شہداء کی لاشیں ملبے تلے دبی ہیں۔ عمارتوں کے ملبے تلے، سڑکوں اور میدانوں میں شہید فلسطینیوں کی لاشیں اُٹھانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔
- **بھارت: بلااجازت نماز پڑھنے پر چار مسلمان گرفتار:** ریاست اترپردیش کے ضلع بریلی میں بغیر اجازت نجی شیڈ میں نماز ادا کرنے پر چار مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ حکام کا دعویٰ ہے کہ مسجد غیر قانونی طور پر بنائی جا رہی تھی۔
- **سعودی عرب: دل کا پہلا مکمل روبوٹک آپریشن کامیاب:** دارالحکومت ریاض کے شاہ فیصل سپیشلسٹ ہسپتال اور ریسرچ سینٹر میں عالمی سطح پر مصنوعی ہارٹ پمپ امپلانٹیشن کے آپریشن میں پہلی مرتبہ کامیابی حاصل کر لی گئی۔
- **افغانستان: صوبہ تخار میں چینی شہری قتل:** شمالی صوبے تخار میں ایک چینی باشندہ جو کان کنی کے سلسلے میں وہاں موجود تھا کو تاجکستان کی سرحد کے قریب نامعلوم مسلح افراد نے قتل کر دیا۔ چینی شہری کے ساتھ سفر کرنے والا مقامی ترجمان محفوظ ہے۔
- **ایران: توہین رسالت کے مرتکب گلوکار کو سزائے موت:** 37 سالہ پاپ گلوکار امیر حسین المعروف تاتالو کو توہین رسالت کرنے پر سزائے موت سنا دی گئی ہے۔ قبل ازیں توہین مذہب پر اُسے صرف 5 سال قید کی سزا سنائی گئی تھی، سرکاری پراسیکیوٹر نے اس پر اعتراض کیا کہ اسے کم از کم سزائے موت دی جائے۔ اس سے قبل جسم فروشی کو فروغ دینے، ایران کے خلاف پروپیگنڈا پھیلانے اور فحش مواد شائع کرنے کے الزام میں بھی اس گلوکار کو 10 سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔

سپریم کورٹ کے 2 جج فائرنگ سے جاں بحق، ایک زخمی: دارالحکومت تہران میں مسلح افراد کی فائرنگ میں سپریم کورٹ کے 3 ججوں کو ٹارگٹ کیا گیا، نتیجے میں 2 جج جاں بحق جبکہ ایک زخمی ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والے ججوں میں علی رازنی اور محمد مغیثی شامل ہیں، جج علی رازنی پر 1998ء میں بھی قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ اُن کی گاڑی میں بم نصب کیا گیا تھا اور وہ اُس حملے میں زخمی ہوئے تھے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشرواشاعت)

امیر تنظیم اسلامی کا تنظیمی دورہ اسلام آباد

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ دو روزہ تنظیمی دورے پر اسلام آباد تشریف لائے تو پروگرام کے مطابق گلزار قائد کی مسجد حرمین میں رفقائے تنظیم کے ساتھ امیر محترم کی ایک طویل نشست ہوئی۔ پروگرام کا آغاز ٹھیک نو بجے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حلقہ اسلام آباد کے ناظم تربیت جناب عامر نوید نے انجام دیئے۔ مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی کے امیر جناب اعجاز حسین نے انابت الی اللہ اور اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔

تذکیر بالقرآن کے بعد امیر حلقہ جناب راجہ محمد اصغر نے امیر محترم سے حلقے کا تعارف کروایا۔ اس دوران حلقہ کی کل گیارہ تنظیم کے امراء نے اپنے اپنے حلقوں کے حدود اربعہ، مبتدی اور ملتزم رفقائے تنظیم کے علاوہ رفیقات اور منفرد اسراجات کی تعداد اور کارکردگی کے حوالے سے تفصیل امیر محترم کے سامنے پیش کی۔ ساتھ ہی مقامی تنظیم میں شامل ہونے والے نئے رفقائے تنظیم کے حوالے سے ایک مختصر تعارفی نشست بھی امیر محترم سے کروائی گئی۔ امیر محترم نے نئے شامل ہونے والے رفقائے تنظیم سے مختصر گفتگو کرتے ہوئے انہیں تنظیم میں شمولیت پر خوش آمدید کہا۔ چائے کے وقفے کے بعد امیر محترم سے رفقائے تنظیم کی ایک خصوصی نشست میں سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ اس کے بعد نئے رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت مسنونہ کے بعد نماز اور چائے کا وقفہ ہوا جس کے بعد امیر محترم کی جانب سے ذمہ داران کے ساتھ نشست میں مختلف موضوعات پر کھل کر بات کی گئی۔ ذمہ داران کے ساتھ اس نشست میں تنظیمی امور سے متعلق مختلف سوالات کے علاوہ امیر محترم نے ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں رفقائے تنظیم کی رہنمائی فرمائی۔ امیر محترم نے پاکستان اور افغانستان کے درمیان موجودہ سیاسی بدمزگی کے علاوہ فلسطین کے اندر اسرائیلی جارحیت پر مغربی ممالک کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک کی خاموشی پر گفتگو کی۔ نماز مغرب کے بعد ایک سالہ کورس کے کامیاب طلبہ میں تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب میں امیر محترم نے طلبہ میں اسناد تقسیم کی کیں۔ تقریب کا اختتام تقریباً دس بجے ہوا۔ امیر محترم کے علاوہ ناظم اعلیٰ جناب عطاء الرحمٰن عارف، صدر انجمن جناب ڈاکٹر خالد نعمت بھی اسٹیج پر موجود رہے۔

(مرتب: ڈاکٹر اشرف علی، ناظم نشر و اشاعت حلقہ اسلام آباد)

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ کا دو روزہ دعوتی دورہ حلقہ سکھر

امیر محترم تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ اور جناب انجینئر سید نعمان اختر (نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان) سالانہ دعوتی دورہ کے سلسلے میں حلقہ سکھر رات 8 بجے رحیم یار خان تشریف لائے۔ رحیم یار خان تنظیم کے امیر جناب پروفیسر سجاد منصور اور مقامی معاونین نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ رات کا کھانا اور قیام رفیق تنظیم جناب سہیل خورشید کی رہائش گاہ پر ہوا۔ بروز اتوار نماز فجر عباسیہ ٹاؤن کی مسجد میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امام مسجد اور نمازیوں کے اصرار پر امیر محترم نے مختصر درس قرآن بھی دیا۔ آرام اور ناشتہ کے بعد صبح 9:30 سے الشفا مسجد میں علماء کرام، دانشوروں اور اہل علم کے ساتھ امیر محترم کی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور دوپہر 12:30 تک جاری رہا۔ مہمانوں کو تنظیم اسلامی کی کتب کا تحفہ بھی دیا گیا۔ نماز ظہر اور ظہرانہ کے بعد ٹاؤن ہال کی لائبریری کے آڈیٹوریم میں امیر محترم نے ”قرآن حکیم، کتاب ہدایت و انقلاب اور ہمارا اس سے تعلق“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوران خطاب شرکاء کی تعداد 150 افراد تک تھی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ خطاب اختتام پذیر ہوا۔

اس کے بعد امیر تنظیم اور نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان صادق آباد کے لیے روانہ ہو گئے۔ صادق آباد شہر میں الحمد للہ دو تنظیم صادق آباد جنوبی اور صادق آباد شمالی کے مقامی امراء جناب محمد نسیم چودھری اور جناب سید ذکاء الرحمٰن نے مقامی معاونین کے ہمراہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان جناب محمد نسیم چودھری کی رہائش گاہ پر صادق آباد شہر کے علماء، دانشور اور اہل علم حضرات سے امیر محترم کی ملاقاتیں ہوئیں۔ نماز عشاء کے بعد رات 8 بجے PMC ہال صادق آباد میں امیر محترم نے ”قرآن حکیم، کتاب ہدایت و انقلاب اور ہمارا اس سے تعلق“ کے موضوع پر جامع خطاب فرمایا۔ تقریباً 350 کے قریب رفقاء و احباب اور 60 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکا کی شرکت کو قبول فرمائے، اجتماعی دعا پر خطاب اختتام پذیر ہوا۔ رات قیام اور عشائیہ جناب محمد نسیم چودھری کی رہائش گاہ پر ہوا۔

بروز پیر نماز فجر اور ناشتہ کے بعد امیر محترم، جناب انجینئر سید نعمان اختر اور امیر حلقہ سکھر جناب احمد صادق سومرو کے ہمراہ صادق آباد سے سکھر کے لیے روانہ ہوئے۔ صبح 10:00 بجے حلقہ کے مرکز سکھر پہنچے اور دن 11:00 سے دوپہر 12:30 تک سکھر کے علماء، اور اہل علم سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز ظہر کے بعد امیر محترم نے دوپہر 2:00 بجے مکی جامع مسجد سکھر میں ”قرآن حکیم، کتاب ہدایت و انقلاب اور ہمارا اس سے تعلق“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ خطاب کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ خطاب میں شرکا کی تعداد 100 کے قریب تھی۔ جس میں رفقاء و احباب کے ساتھ کچھ خواتین نے بھی شرکت کی۔ اللہ پاک سب کی شرکت کو توشۂ آخرت بنائے۔ ظہرانہ کے بعد امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ کے ہمراہ کراچی کے لیے روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری، معتمد سکھر)

امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ تنظیمی دورہ حلقہ پنجاب شمالی

امیر حلقہ جناب اشتیاق حسین نے امیر محترم، ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف اور نائب ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر امتیاز احمد کو خوش آمدید کہا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن حکیم سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 110 اور ان کے ترجمہ سے ہوا۔ جس کی سعادت ناظم دعوت حلقہ جناب شہریار ٹوانہ نے حاصل کی۔ امیر حلقہ نے اپنے حلقہ کا حدود اربعہ اور تعارف پیش کیا۔ ضلع راولپنڈی کی 7 میں سے 4 تحصیلیں اور ضلع اٹک کی 2 تحصیلیں پنڈی گھیپ اور تلہ گنگ بھی پنجاب شمالی میں شامل ہیں۔ جہاں پر 9 مقامی تنظیم مسلم ٹاؤن۔ النور کالونی۔ راولپنڈی کینٹ۔ چکلالہ کینٹ۔ گلزار قائد۔ لالہ زار۔ راولپنڈی غربی۔ واہ کینٹ۔ پنڈی گھیپ اور ایک منفرد اسرہ اٹک قائم ہیں۔ کل رفقاء کی تعداد 526 ہے جن میں سے 164 ملتزم اور 362 مبتدی رفقاء ہیں۔ کل اسرہ جات کی تعداد 44 ہے۔

بعد ازاں معاونین حلقہ اور مقامی اُمراء کا مختصر تعارف کرایا گیا۔ پھر مقامی امراء نے اپنی اپنی تنظیم میں اکتوبر 2023ء سے دسمبر 2024ء تک شامل ہونے والے (60) نئے رفقاء کا فرداً فرداً امیر محترم سے تفصیلی تعارف کرایا۔ ان نئے رفقاء میں ایک رفیق ایسے بھی تھے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے کفر (ہندومت) سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اس 'جرم' کی پاداش میں وہ اپنے گھر بار اور رشتہ داروں سے محروم کر دیئے گئے۔ انہوں نے اپنا نام عبدالقدیر رکھا ہے۔ پیشہ کے لحاظ سے کیمیکل انجینئر ہیں اور ملکی آئل اینڈ گیس کمپنی میں ملازمت کر رہے ہیں۔ امیر محترم نے خصوصی طور پر ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی استقامت اور ثابت قدمی کے لیے دعا فرمائی۔ بعد ازاں رفقاء کے ساتھ امیر محترم سے سوال و جواب کی نشست ہوئی جس میں رفقاء نے تنظیمی، ملکی، بین الاقوامی بالخصوص فلسطین، شام اور افغانستان کے حوالے سے مختلف سوالات کیے جن کے تفصیلی جوابات دیئے گئے۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق مبتدی اور ملتزم رفقاء نے اجتماعی طور پر بیعت کی۔ نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد عام رفقاء کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد معاونین حلقہ، مقامی اُمراء، نقباء، اور معاونین کے ساتھ امیر محترم کی نشست ہوئی جو نماز عصر پر اختتام پذیر ہوئی۔ نماز عشاء پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا اور امیر محترم اسلام آباد ائرپورٹ سے کراچی کے لیے عازم سفر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ پروگرام میں شریک رفقاء و احباب کی شرکت کو قبول فرما کر ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنا دے۔ آمین یا رب العالمین! (رپورٹ: ابرار احمد، ناظم نشر و اشاعت حلقہ پنجاب شمالی)

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ فروری 2025ء
شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: وَیۡلٌ لِّلۡعَرَب! ——— ادارہ

☆ بیان القرآن: سُورَۃُ الۡکٰفِرُوۡن تا دعائے ختم القرآن ——— ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ مطالعۂ دین: دینِ اسلام اور اس کے تقاضے ——— ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

☆ لیل و نہار: اہتمام و انصرامِ نوم ——— سعد عبداللہ

☆ تقرب الی اللہ: نمازِ تہجد کی اہمیت و فضیلت ——— حافظ عطاء الرحمٰن

☆ حسنِ معاشرت: گھریلو تنازعات: اسباب و تدارک ——— حافظ محمد اسد

☆ سمع و بصر: دعوتی، تحریکی اور انقلابی نقطۂ نظر سے سوشل میڈیا کا استعمال ——— آصف حمید

☆ انوارِ ہدایت: وقت کی قدر ——— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور } K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
0301-1115348 maktaba@tanzeem.org

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن، مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا (حلقہ سرگودھا)‘‘ میں
09 تا 15 فروری 2025ء (بروز اتوار بعد نمازِ عصر تا بروز ہفتہ)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

14 تا 16 فروری 2025ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ **منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603577 / 0300-9603045

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی‘‘ (حلقہ کراچی شرقی) میں
01 تا 07 فروری 2025ء
(بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34690688 / 0311-2642890

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور‘‘
07 تا 09 فروری 2025ء
(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔

☆ قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ **اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام (صفحات 23 تا 70)**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

operation, but it certainly does not say anything about the core of the problem: Israel's structural genocide of the Palestinians.

Structural genocide of Palestinians, what Palestinians call the ongoing Nakba, refers to not just one or two specific events of genocide such as the 1948 Nakba or this genocidal assault on Gaza, but rather a settler colonial structure of genocide that seeks to eliminate Palestinian sovereignty, end the Palestinian right of return to their lands, expel Palestinians from more of their lands, and claim exclusive Israeli-Jewish sovereignty from the river to the sea. This structure of genocide operates through a variety of methods of elimination and expulsion. A genocidal operation such as the one the world witnessed and continues to witness in Gaza, which involves physical mass slaughter, mass displacement, and mass destruction that makes the land uninhabitable, is obviously one of those instruments, but it is not the only one. There is also incremental displacement and expulsion; prevention of economic development and creation of economic dependency; erasure of Palestinian history and culture; fragmentation of the Palestinian population; denial of rights, freedoms and dignity to those living under occupation so that they feel pressured to leave; political obstruction of Palestinian sovereignty, and so on.

So, the real question becomes: Can a ceasefire, even if it goes through all three phases, end this structural genocide? The answer is clearly no because none of these other instruments of Israel's structural genocide are addressed in the ceasefire deal. This structural genocide must be continuously named, exposed, and opposed. So long as Israel's settler colonial project remains concealed or downplayed in diplomatic and public discourse, the core problem will continue unabated, and we will be back to this moment of absolute horror and unspeakable suffering, assuming we even get a significant reprieve from it through this ceasefire deal. Without serious and sustained pressure on the Israeli state, without the economic and political isolation of the Israeli state by states and institutions around the world until Israeli settler colonialism is dismantled, we will find ourselves ensnared in a perpetual structure of genocide, a pressure cooker that will eventually find release in an even greater war of total annihilation. For the international community, now is not the time to celebrate or self-congratulate but rather the time to take serious political and economic action against Israel in order to stop the continuing genocide of the Palestinian people in all of its different forms.

Courtesy:

https://www.aljazeera.com/opinions/2025/1/17/can-a-ceasefire-end-settler-colonial-genocide

About the Author: Muhannad Ayyash is the author of A Hermeneutics of Violence (UTP, 2019), and a policy analyst at Al-Shabaka, the Palestinian Policy Network. He was born and raised in Silwan, Al-Quds, before immigrating to Canada where he is now a Professor of Sociology at Mount Royal University. He is currently writing a book on settler colonial sovereignty.

Can a ceasefire end settler colonial genocide?

The ceasefire deal clinched on Wednesday may end the latest episode of mass slaughter in Gaza, but it won't halt the structural genocide of Palestinians.

(By: Muhannad Ayyash)

The ceasefire deal between Hamas and Israel is, first and foremost, a welcome relief for the Palestinians in Gaza who are suffering from a most brutal and horrific genocide. For 15 months, they have endured daily bombings, killings, threats, imprisonment, starvation, disease, and other hardships that are difficult for most people to even imagine, let alone live through and survive. The deal will not come into effect until at least Sunday, January 19, 2025, not coincidentally a day before Donald Trump's inauguration as president of the United States. While some are attributing the success of the agreement to the Trump administration's unique ability to pressure Israel, it is critical to underscore that Trump is a master of political theatre and undoubtedly wanted Israel to agree to a ceasefire just before his inauguration so that he can use it to boost his political capital. In other words, Trump did not pressure Netanyahu to accept the agreement because he genuinely wants peace and order, or even because he is genuinely committed to all three phases of the agreement. Rather, he likely acted out of personal political calculations to enhance his reputation and push forward his administration's agenda.

We do not know what was said and agreed behind closed doors between the Trump team and Israeli officials, but what we can be assured of is that the Trump administration is not interested in the establishment of a fully sovereign Palestinian state along the 1967 borders, and is not against Israel's plans to annex large swaths of the West Bank. In fact, some reports suggest that the Trump administration may have promised Netanyahu US support for the annexation of certain areas of the West Bank in exchange for his acceptance of the ceasefire deal, which Israel may not even follow through past phase 1. In such a scenario, if it indeed transpires, Trump gets what he wants, which is a political victory, and Netanyahu gets what he wants, which is the continued settler colonisation of Palestine.

The main reason for pessimism about this agreement is that the deal does not guarantee phases 2 and 3, where Israeli forces would fully withdraw from the Strip, displaced Palestinians would be allowed to return to all areas of the Strip, and full reconstruction of the Gaza Strip would be undertaken. It is important to emphasise that over 15 months of genocide, Gaza has been reduced to rubble. Large parts of the Strip are uninhabitable. People cannot simply return to neighbourhoods that have been razed to the ground, buildings that have no running water, a functioning sewage system, or access to electricity and fuel; there are no schools, universities, clinics, or hospitals to use, businesses to run, and so on. The economic system has collapsed, and people are entirely dependent on foreign aid for basic survival. Disease is widespread and many silent killers such as toxins from Israel's bombs are circulating in the atmosphere, soil, and water of Gaza. Families have been entirely eliminated, others torn apart by Israel's indiscriminate onslaught, with many children becoming orphans. Large numbers of people have become debilitated and unable to provide for their families. How a "normal" life will be possible for Palestinians after all of this destruction is not clear.

Questions about the governance of the Strip are also still murky at best, and certainly there is nothing in the deal that addresses the core problem or would lead to a long-term solution. The question of the long-term solution is very critical. The deal, in the best-case scenario, may end this specific genocidal

Vol: 34 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.4

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین

کھانسی کا شربت

شوگر فری

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA